بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

ترجمہ قرآن سے متعلق چند باتیں

(مبر واعظ مولانا محمد فاروق)

ترجمہ قرآن سے متعلق

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۔ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۔

حق تعالیٰ شانہٗ نے جب دینِ ابراہیمی کی تکمیل فرما دی اور نبی آخر الزمان حضرت محمد مجتبیٰ احمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی بشارت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کے فرمان سے دے دی۔ تو اس دینِ فطرت اور ابدی نعمت کو تا قیامت زندہ و پائندہ رکھنے کے لئے ایک ایسا نسخۂ کیمیا بھی ساتھ ہی عطا فرمایا۔ جسکی تعلیم نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کو خود حق تعالیٰ شانہٗ نے فرما دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ رب العزت سے یہ امانت بکمال و تمام حاصل کرنے کے بعد اپنے اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اس کتاب مقدس کی تعلیم دی۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے خود اسکا ذکر اس طرح فرمایا یعلمھم الکتاب والحکمۃ و یزکیھم۔ صحابہ کرام سے تابعین اور ان سے تبع تابعین نے یہ قرآن پاک پڑھا اور اس کے علوم حاصل کر لیے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے علماء، مفسرین، محدثین اور فقہا کے اس گروہ کو پیدا کیا جنہوں نے نہ صرف یہ کہ اس صحیفۂ آسمانی کے علوم خود حاصل کئے۔ بلکہ ارشادِ نبوی علماءُ امتی کانبیاءِ بنی اسرائیل کے مصداق اس کے علوم و اسرار کی ترویج اور دعوت و تبلیغِ دینِ حق کا فریضہ اسی طرح ادا کیا جس طرح پہلی امتوں میں انبیائے کرام نے ادا فرمایا ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

علماء امت نے اس کلام الٰہی کی تشریح و تفسیر اور اس کے اسرار و حکم کی توضیح کی خدمت ہی انجام نہ دی بلکہ اس کو عام فہم بنانے کے لئے علاقائی زبانوں میں تراجم و تفاسیر کی بھی اشاعت کی تاکہ عربی دان طبقہ کے علاوہ عام مسلمانوں کو بھی اپنی اپنی زبانوں میں اس کے سمجھنے میں آسانی موجود ہو۔ چنانچہ ہندوستان میں سب سے پہلے یہ سعادت و شرف خاندان ولی اللّٰہی کو حاصل ہوا۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فارسی زبان میں جو ان کے زمانے میں رائج الوقت اور عام فہم زبان تھی۔ اس کلام مقدس کا ترجمہ شائع فرمایا

جسے قبول عامہ حاصل ہوا۔ پھر ان کے اخلافِ کرام میں سے کئی حضرات نے اس سنّت ولی اللّٰہی کی پیروی کی اور اردو زبان کو یہ عزت بخش کر کئی تراجم و تفاسیر اس مروّجہ زبان میں شائع فرمائے جن سے عام مسلمانانِ ہند نے بڑا فیض حاصل کیا۔ ان کے بعد یہ سلسلہ جاری رہا۔ اور علماء ہند میں سے بہت سے حضرات نے یہ خدمت بجا لاکر کتاب اللہ اور دین مقدس کی تبلیغ و اشاعت میں شاندار کارنامہ انجام دیا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء

خدائے قدوس کا لاکھ لاکھ شکر کہ ہمارے وطن عزیز وادیٔ کشمیر میں کشمیری زبان میں قرآن پاک کے ترجمہ و تفسیر کی سعادت "خاندان میر واعظ کشمیر" کو نصیب ہوئی۔ چنانچہ آج سے تقریباً سو سال قبل ہمارے جدِّ امجد حضرت مولانا محمد یحییٰ شاہ میر واعظ کشمیر نور اللہ مرقدہٗ۔ نے جن کو خاندانِ ولی اللّٰہی ہی سے شرفِ تلمذ حاصل تھا۔ اور صرف دو واسطوں سے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ قرآن پاک کا ترجمہ کشمیری زبان میں شروع کر دیا۔ آپ نے عام روش اور دستور کو ترک کر کے سب سے پہلے تیسویں پارہ کا ترجمہ اس خیال سے تصنیف فرمایا کیونکہ عام مسلمان اسی پارہ کی چھوٹی چھوٹی سورتیں نماز میں پڑھنے کی غرض سے یاد کر لیتے ہیں۔ آپ کی خواہش یہ تھی کہ اگر ہر نمازی آیات و سورتوں کے معانی اور مفہوم سمجھ کر نماز ادا کر سکے تو حضوع و خشوع حاصل ہونے کے علاوہ زیادہ ثواب حاصل ہونے کی بھی امید ہو سکتی ہے۔ چنانچہ آپ نے اس پارے کا ترجمہ مکمل کر کے "نور العیون فی ترجمۃ عمّ یتساءلون" کے نام سے شائع فرمایا۔ جسے مسلمانانِ کشمیر میں انتہائی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کی نیک خواہش پوری کر دی۔ مگر افسوس کہ آپ کی عمر نے وفا نہ کی۔ آپ سنہ ۱۳۰۷ھ میں حج بیت اللہ شریف سے واپس لوٹ کر علیل ہو گئے اور سنہ ۱۳۰۸ھ میں کم عمری ہی میں آپ کا وصال ہوا۔ اور یہ مبارک مشن پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ لیکن حضرتِ جدِ امجد کے اس پُر خلوص مشن کی تکمیل اللہ تعالیٰ نے آپ کے پوتے حضرت نور اسلام مولانا محمد یوسف شاہ میر واعظ کشمیر تغمدہ اللہ بغفرانہ واسکنہ بحبوبۂ جنانہ کے ہاتھوں تقریباً ایک صدی گزرنے کے بعد مقدر فرمائی تھی۔ اور یہ سعادت آپ کے حق میں جلا وطنی اور وطنِ عزیز سے دورِ غربت و ہجرت میں نصیب ہو چکی تھی۔ چنانچہ آپ نے راولپنڈی میں کئی سال کی مسلسل محنتِ شاقہ کے بعد اپنے جدِ امجد کے شروع کردہ اس مبارک کام کی تکمیل کر دی۔ ہمیں اس بات کا بہت دکھ اور افسوس ہے کہ وہ گوناگوں مشکلات کی وجہ سے اپنی زندگی میں اسکی طباعت واشاعت کا انتظام نہ کر سکے۔ اور باوجود انتہائی دلی خواہش و تمنا کے اپنے ہاتھوں سے اس

کام کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔ لیکن مقام شکر ہے کہ آج آپ ہی کے والد بزرگوار حضرت علامہ غلام رسول شاہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ میر واعظ کشمیر کے بنا کردہ مشہور ادارہ "انجمن نصرۃ الاسلام" کو یہ مقدس فرض انجام دینے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ حضرت مرحوم نوراللہ مرقدہٗ نے آج سے پون صدی پہلے وادیٔ کشمیر کے دارالخلافہ سرینگر میں اس ادارہ کی اس وقت بنیاد ڈالی تھی۔ جب کشمیر کا ساکن جہالت، بے علمی اور افلاس و غلامی کی گھٹا ٹوپ ظلمت و تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا اور بے بس، مجبور، مقہور و مظلوم ہو کر رہ گیا تھا۔ اس ادارہ کی تشکیل سے آپ کا ارادہ کشمیر کے عوام کے لئے نہ صرف علم کی شمع روشن کرنا تھی۔ بلکہ کشمیر کے مسلمان کو اپنا بھولا ہوا سبق بھی یاد دلانا تھا۔ یہ ادارہ اپنے بانی کی نیت اور مومنانہ جذبہ کے بدولت قلیل عرصہ ہی میں اپنے مقصد میں جس طرح کامیاب ہوا اس سے کشمیر کا ہر ذی شعور انسان بخوبی واقف ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ؎

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

اس ادارہ نے علوم مروجہ کے علاوہ علم دین تفسیر و فقہ و حدیث کی ترویج کی ضرورت کے مطابق جو شاندار خدمات انجام دیں وہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں

آج بھی ادارہ "انجمن نصرۃ الاسلام" اپنے مقدس نصب العین کو پیش نظر رکھتے ہوئے ترجمۂ قرآنِ پاک کی طباعت و اشاعت کا انتظام کر کے پہلا پارہ کشمیری مسلمانوں کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے اور خدائے قدوس کی عنایات سے امید رکھتا ہے کہ وہ جلد سے جلد اس مقدس مشن کی تکمیل کر کے سرخروئی حاصل کرے گا۔

میں اور میرے تمام رفقاء اراکین انجمن بارگاہِ ایزدی سے دست بدعا ہیں کہ اس مبارک و مقدس خدمت کی انجام دہی میں حق تعالیٰ کا فضل و کرم شاملِ حال رہے اور ہمارا ادارہ اپنے نصب العین میں بہ جلدی کامیاب ہو۔ آمین ثم آمین ؛

جسے قبول عامہ حاصل ہوا۔ پھر ان کے اخلاف کرام میں سے کئی حضرات نے اس سنّت ولی اللّٰہی کی پیروی کی اور اردو زبان کو یہ عزت بخش کر کئی تراجم و تفاسیر اس مروّجہ زبان میں شائع فرمائے جن سے عام مسلمانانِ ہند نے بڑا فیض حاصل کیا۔ ان کے بعد یہ سلسلہ جاری رہا۔ اور علماء ہند میں سے بہت سے حضرات نے یہ خدمت بجا لا کر کتاب اللہ اور دینِ مقدس کی تبلیغ و اشاعت میں شاندار کارنامہ انجام دیا۔ فجزاھم اللہ تعالےٰ خیرا الجزاء

خدائے قدوس کا لاکھ لاکھ شکر کہ ہمارے وطنِ عزیز وادیٔ کشمیر میں کشمیری زبان میں قرآن پاک کے ترجمہ و تفسیر کی سعادت "خاندان میر واعظ کشمیر" کو نصیب ہوئی۔ چنانچہ آج سے تقریباً سو سال قبل ہمارے جدِ امجد حضرت مولانا محمد یحییٰ شاہ میر واعظ کشمیر نور اللہ مرقدہ نے جن کو خاندانِ ولی اللّٰہی ہی سے شرفِ تلمذ حاصل تھا۔ اور صرف دو واسطوں سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ قرآن پاک کا ترجمہ کشمیری زبان میں شروع کر دیا۔ آپ نے عام لوگوں اور دستور کو ترک کر کے سب سے پہلے تیسویں پارہ کا ترجمہ اس خیال سے تصنیف فرمایا کیونکہ عام مسلمان اسی پارہ کی چھوٹی چھوٹی سورتیں نماز میں پڑھنے کی غرض سے یاد کر لیتے ہیں۔ آپ کی خواہش یہ تھی کہ اگر ہر نمازی آیات و سورتوں کے معانی اور مفہوم سمجھ کر نماز ادا کر سکے تو خضوع و خشوع حاصل ہونے کے علاوہ زیادہ ثواب حاصل ہونے کی بھی امید ہو سکتی ہے۔ چنانچہ آپ نے اس پارے کا ترجمہ مکمل کر کے "نور العیون فی ترجمۃ عمّ یتساءلون" کے نام سے شائع فرمایا جسے مسلمانانِ کشمیر میں انتہائی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اور اس طرح اللہ تعالےٰ نے آپ کی نیک خواہش پوری کر دی۔ مگر افسوس کہ آپ کی عمر نے وفا نہ کی۔ آپ سنہ ۱۳۰۷ھ میں حج بیت اللہ شریف سے واپس لوٹ کر علیل ہو گئے اور سنہ ۱۳۰۸ھ میں کم عمری ہی میں آپ کا وصال ہوا۔ اور یہ مبارک مشن پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ لیکن حضرت جدِ امجد کے اس پُر خلوص مشن کی تکمیل اللہ تعالیٰ نے آپ کے پوتے حضرت نور اسلام مولانا محمد یوسف شاہ میر واعظ کشمیر تغمدہ اللہ بغفرانہ و اسکنہ بحبوب جنانہ کے ہاتھوں تقریباً ایک صدی گزرنے کے بعد مقدر فرمائی تھی۔ اور یہ سعادت آپ کے حق میں جلا وطنی اور وطنِ عزیز سے دورِ غربت و ہجرت میں نصیب ہو چکی تھی۔ چنانچہ آپ نے راولپنڈی میں کئی سال کی مسلسل محنتِ شاقہ کے بعد اپنے جدِ امجد کے شروع کردہ اس مبارک کام کی تکمیل کر دی۔ ہمیں اس بات کا بہت دکھ اور افسوس ہے کہ وہ گوناگوں مشکلات کی وجہ سے اپنی زندگی میں اسکی طباعت و اشاعت کا انتظام نہ کر سکے۔ اور باوجود انتہائی دلی خواہش و تمنا کے اپنے ہاتھوں سے اس

کام کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکے لیکن مقام شکر ہے کہ آج آپ ہی کے والد بزرگوار حضرت علامہ غلام رسول شاہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ میر واعظ کشمیر کے بنا کردہ مشہور ادارہ انجمن نصرۃ الاسلام کو یہ مقدس فرض انجام دینے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ حضرت مرحوم نور اللہ مرقدہ نے آج سے پون صدی پہلے وادی کشمیر کے دار الخلافہ سرینگر میں اس ادارہ کی اس وقت بنیاد ڈالی تھی۔ جب کشمیر کا ساکن جہالت بے علمی اور افلاس و غلامی کی گھٹا ٹوپ ظلمت و تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا اور بے بس، مجبور، مقہور و مظلوم ہو کر رہ گیا تھا۔ اس ادارہ کی تشکیل سے آپ کا ارادہ کشمیر کے عوام کے لئے نہ صرف علم کی شمع روشن کرنا تھی۔ بلکہ کشمیر کے مسلمان کو اپنا بھولا ہوا سبق بھی یاد دلانا تھا۔ یہ ادارہ اپنے بانی کی نیت اور مومنانہ جذبہ کے بدولت قلیل عرصہ ہی میں اپنے مقصد میں جس طرح کامیاب ہوا اس سے کشمیر کا ہر ذی شعور انسان بخوبی واقف ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

اس ادارہ نے علوم مروجہ کے علاوہ علم دین تفسیر و فقہ و حدیث کی ترویج کی ضرورت کے مطابق جو شاندار خدمات انجام دی ہیں وہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں

آج بھی ادارہ "انجمن نصرۃ الاسلام" اپنے مقدس نصب العین کو پیش نظر رکھتے ہوئے ترجمۂ قرآنِ پاک کی طباعت و اشاعت کا انتظام کر کے پہلا پارہ کشمیری مسلمانوں کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے اور خدائے قدوس کی عنایات سے امید رکھتا ہے کہ وہ جلد سے جلد اس مقدس مشن کی تکمیل کر کے سرخروئی حاصل کرے گا۔

میں اور میرے تمام رفقاء اراکین انجمن بارگاہ ایزدی سے دست بدعا ہیں کہ اس مبارک و مقدس خدمت کی انجام دہی میں حق تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال رہے اور ہمارا ادارہ اپنے نصب العین میں بہ جلدی کامیاب ہو۔ آمین ثم آمین؛

جسے قبولِ عامہ حاصل ہوا۔ پھر ان کے اخلافِ کرام میں سے کئی حضرات نے اس سنّتِ ولی اللّٰہی کی پیروی کی اور اردو زبان کو یہ عزت بخش کر کئی تراجم و تفاسیر اس مروّجہ زبان میں شائع فرمائے جن سے عام مسلمانانِ ہند نے بڑا فیض حاصل کیا۔ ان کے بعد یہ سلسلہ جاری رہا۔ اور علماءِ ہند میں سے بہت سے حضرات نے یہ خدمت بجا لاکر کتاب اللہ اور دینِ مقدس کی تبلیغ و اشاعت میں شاندار کارنامہ انجام دیا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ خیرا الجزاء

خدائے قدوس کا لاکھ لاکھ شکر کہ ہمارے وطنِ عزیز وادیٔ کشمیر میں کشمیری زبان میں قرآنِ پاک کے ترجمہ و تفسیر کی سعادت "خاندانِ میرواعظ کشمیر" کو نصیب ہوئی۔ چنانچہ آج سے تقریباً سو سال قبل ہمارے جدِ امجد حضرت مولانا محمد یحییٰ شاہ میرواعظ کشمیر نوّر اللہ مرقدہٗ نے جن کو خاندانِ ولی اللّٰہی ہی سے شرفِ تلمذ حاصل تھا۔ اور صرف دو واسطوں سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ قرآن پاک کا ترجمہ کشمیری زبان میں شروع کر دیا۔ آپ نے عام لوگوں اور دستور کو ترک کر کے سب سے پہلے تیسویں پارہ کا ترجمہ اس خیال سے تصنیف فرمایا کیونکہ عام مسلمان اسی پارہ کی چھوٹی چھوٹی سورتیں نماز میں پڑھنے کی غرض سے یاد کر لیتے ہیں۔ آپ کی خواہش یہ تھی کہ اگر ہر نمازی آیات و سورتوں کے معانی اور مفہوم سمجھ کر نماز ادا کر سکے تو حضور و خشوع حاصل ہونے کے علاوہ زیادہ ثواب حاصل ہونے کی بھی امید ہو سکتی ہے۔ چنانچہ آپ نے اس پارے کا ترجمہ مکمل کر کے "نور العیون فی ترجمۃ عمّ یتساءلون" کے نام سے شائع فرمایا جسے مسلمانانِ کشمیر میں انتہائی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کی نیک خواہش پوری کر دی۔ مگر افسوس کہ آپ کی عمر نے وفا نہ کی۔ آپ سنہ ۱۳۰۷ھ میں حج بیت اللہ شریف سے واپس لوٹ کر علیل ہو گئے اور سنہ ۱۳۰۸ھ میں کم عمری ہی میں آپ کا وصال ہوا۔ اور یہ مبارک مشن پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ لیکن حضرت جدِ امجد کے اس پُر خلوص مشن کی تکمیل اللہ تعالیٰ نے آپ کے پوتے حضرت نورِ اسلام مولانا محمد یوسف شاہ میرواعظ کشمیر تغمدہ اللہ بغفرانہ واسکنہ بحبوبۃ جنانہ کے ہاتھوں تقریباً ایک صدی گزرنے کے بعد مقدر فرمائی تھی۔ اور یہ سعادت آپ کے حق میں جلا وطنی اور وطنِ عزیز سے دور غربت و ہجرت میں نصیب ہو چکی تھی۔ چنانچہ آپ نے راولپنڈی میں کئی سال کی مسلسل محنتِ شاقہ کے بعد اپنے جدِ امجد کے شروع کردہ اس مبارک کام کی تکمیل کر دی۔ ہمیں اس بات کا بہت دکھ اور افسوس ہے کہ وہ گوناگوں مشکلات کی وجہ سے اپنی زندگی میں اس کی طباعت و اشاعت کا انتظام نہ کر سکے۔ اور باوجود انتہائی دلی خواہش و تمنا کے اپنے ہاتھوں سے اس

کام کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔ لیکن مقام شکر ہے کہ آج آپ ہی کے والد بزرگوار حضرت علامہ غلام رسول شاہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ میر واعظ کشمیر کے بنا کردہ مشہور ادارہ "انجمن نصرۃ الاسلام" کو یہ مقدس فرض انجام دینے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ حضرت مرحوم نور اللہ مرقدہٗ نے آج سے پون صدی پہلے وادیٔ کشمیر کے دارالخلافہ سرینگر میں اس ادارہ کی اس وقت بنیاد ڈالی تھی۔ جب کشمیر کا ساکن جہالت، بے علمی اور افلاس و غلامی کی گھٹا ٹوپ ظلمت و تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا اور بے بس، مجبور، مقہور و مظلوم ہو کر رہ گیا تھا۔ اس ادارہ کی تشکیل سے آپ کا ارادہ کشمیر کے عوام کے لئے نہ صرف علم کی شمع روشن کرنا تھی۔ بلکہ کشمیر کے مسلمان کو اپنا بھولا ہوا سبق بھی یاد دلانا تھا۔ یہ ادارہ اپنے بانی کی نیت اور مومنانہ جذبہ کے بدولت قلیل عرصہ ہی میں اپنے مقصد میں جس طرح کامیاب ہوا اس سے کشمیر کا ہر ذی شعور انسان بخوبی واقف ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

اس ادارہ نے علوم مروجہ کے علاوہ علم دین تفسیر و فقہ و حدیث کی ترویج کی ضرورت کے مطابق جو شاندار خدمات انجام دیں وہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں

آج بھی ادارہ "انجمن نصرۃ الاسلام" اپنے مقدس نصب العین کو پیش نظر رکھتے ہوئے ترجمۂ قرآن پاک کی طباعت و اشاعت کا انتظام کر کے پہلا پارہ کشمیری مسلمانوں کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے اور خدائے قدوس کی عنایات سے امید رکھتا ہے کہ وہ جلد سے جلد اس مقدس مشن کی تکمیل کر کے سرخروئی حاصل کرے گا۔

میں اور میرے تمام رفقاء اراکین انجمن بارگاہِ ایزدی سے دست بدعا ہیں کہ اس مبارک و مقدس خدمت کی انجام دہی میں حق تعالیٰ کا فضل و کرم شاملِ حال رہے اور ہمارا ادارہ اپنے نصب العین میں بہ جلدی کامیاب ہو۔ آمین ثم آمین؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

مترجم تعلیم القرآن

حضرتِ میرواعظ مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ

حضرتِ میرواعظ مولانا محمد یوسف شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل سوانح زندگی کو قلمبند کرنے کا مسئلہ انجمن کے زیرِ غور ہے۔ فی الوقت ہم حضرتِ مرحوم کا مختصر تعارف اور اُن کی پاک زندگی کے چند واقعات اس جگہ درج کرنا موزون سمجھتے ہیں۔ تاکہ صاحبِ ترجمہ کی کچھ حق ادائی ہو سکے۔

مرحوم کشمیر کے مشہور و معروف میرواعظ خاندان کے ایک بلند پایہ عالم و فاضل اور عامل کتاب و سنت تھے آپ میرواعظ مولانا غلام رسول شاہ صاحب بانیٔ انجمن نصرۃ الاسلام کے منجھلے فرزند تھے۔ سنہ ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے خاندان کے بزرگوں کے علاوہ مقامی علمائے سے ہوتی رہی۔ جیسا کہ اسلاف خاندان میں طریقہ درس و تدریس چلا آیا تھا۔ لیکن حضرتِ مرحوم کو بچپن سے ہی علوم دینی کے ساتھ علومِ عالیہ و آلیہ کا بے حد ذوق و شوق تھا۔ اس لئے گھر سے باہر جانے کے سوا کوئی چارۂ کار نظر نہ آیا۔ چناں چہ اُنیس بیس سال کی عُمر میں آپ اپنے اہلِ خاندان کو اطلاع دئے بغیر اپنے ایک ہم درس سیّد میرک شاہ صاحب اندرابی کو اپنا رفیق سفر بنا کر دیوبند چلے گئے۔ اور یہاں دار العلوم میں داخلہ لیا۔ ۸ - ۹ سال تک ہندوستان کے اس سرچشمۂ فیض سے بہرہ ور ہو کر سنہ ۱۹۲۵ء میں فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے وطنِ مالوف کو لوٹے۔ اور میرواعظِ کشمیر کے مسند پر فائز ہونے سے کئی سال پہلے اپنی تمام تر توجہ مسلمانانِ کشمیر کی دینی تعلیم کی طرف لگائی۔ اور اس مقصد کے لئے اورینٹل کالج کا قیام عمل میں لایا۔ جس میں تشنگانِ علم کو قرآنِ پاک کی تفسیر، رسول برحق صلعم کی احادیث۔ دینِ اسلام کی فقہ، اصولِ فقہ۔ آنحضور صلعم کی سیرت، تاریخ زبانِ عربی کی صرف و نحو، بلاغت و بدیع سے لیکر عربی نظم و نثر اور ادبیاتِ عالیہ تک کی تعلیم کا انتظام کیا۔ اور اماموں، خطیبوں، معلموں اور مبلغوں کی صورت میں تربیت یافتہ اشخاص مہیا کر کے مسلمانانِ ریاست کی بہت بھاری دینی خدمت انجام دی۔ جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کر دیا ہے کہ سنہ ۱۹۲۴ء و سنہ ۱۹۲۵ء میں نورِ اسلام

مولانا محمد یوسف شاہ صاحب دیوبند سے اپنی تعلیم مکمل کر کے جب کشمیر میں وارد ہوئے۔ تو یہاں سیاست کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ اور عوام کو منظم کرنے اور اجتماعی امور کے لئے آواز اُٹھانے کو بغاوت سمجھا جاتا تھا۔ آپ نے مسلمانانِ ہند کی تحریکات خلافت وغیرہ کا مطالعہ کیا تھا، اور سیاسی جدوجہد کی قدر و قیمت سمجھ لی تھی۔ اس لئے کشمیر میں بھی آپ نے خلافت کمیٹی کے نام سے پہلی سیاسی تنظیم بنائی، جو اگرچہ عوام کی بے علمی اور حکومت کے تشدد کی وجہ سے محدود رہی۔ لیکن سنہ ۱۹۳۱ء میں جو دھماکہ ہوا اس کی خشتِ اوّل یہی خلافت کمیٹی تھی۔ جس کی بنیاد مرحوم نورِ اسلام نے سنہ ۱۹۲۶ء و سنہ ۱۹۲۷ء میں ڈالی تھی ——— ریاستِ جموں و کشمیر کی سیاسی تحریک جو سنہ ۱۹۳۱ء سے شروع ہو کر آج قریباً اکتالیس سال کے عرصہ میں کئی ہنگامہ خیز مرحلے طے کر چکی ہے۔ اِس پودے کو نصب کرنے اور اس کی آبیاری کرنے کا سہرا بھی نورِ اسلام مولانا محمد یوسف شاہ صاحب کے سر ہے۔ سنہ ۱۹۳۱ء میں میر واعظ حضرت مولانا احمد اللہ صاحب جنت مکانی کی وفات کے بعد جب میر واعظِ کشمیر کے مسند پر مولانا محمد یوسف شاہ صاحب نے قدم رکھا تو آپ نے دینی تبلیغ کے پہلو بہ پہلو سیاسی تحریک کو پھیلانے کا اقدام کیا۔ اولین سیاسی اجتماع جو خانقاہِ معلّیٰ کے صحن میں منعقد ہوا۔ اُس کے صدر بھی آپ ہی تھے۔ اور یہ ایسا مشکل دور تھا کہ اگر نورِ اسلام مولانا محمد یوسف شاہ اپنے اثر و رسوخ اور بحیثیتِ میر واعظ اپنے سامعین کی تائید کو کشمیر کی سیاسی تحریک کی امداد کا ناقابلِ تسخیر قلعہ نہ بنا دیتے تو حکومت کے تشدد کا بھوت اِس تحریک کو اس کے بچپن میں ہی لقمہ بنا ڈالتا۔

سنہ ۱۹۴۶ء تک تحریک آزادی کے اس مردِ مجاہد نے شخصی راج تاج کے خلاف اپنی جدوجہد کو جاری رکھا اور اس سلسلہ میں طرح طرح کے مصائب جھیلے اور قسم قسم کی اذیتیں برداشت کیں۔ اور بالآخر اواخرِ سنہ ۱۹۴۶ء میں اسی عظیم مقصد کے لئے ہجرت کی راہ اختیار کرنا پڑی۔ اور بقیہ تمام زندگی مہاجرانہ اور مسافرانہ شکل میں گذارنے پر مجبور ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کی تقسیم اور پھر حدِ متارکہ کی تعیین نے مرحوم کی آبائی وطن کو واپسی کے سارے امکانات ختم کر دئے یہاں تک کہ اس بزرگ ہستی نے ۱۷ رمضان المبارک سنہ ۱۳۸۹ھ کو اس دارِ فانی سے انتقال فرمایا۔

حضرتِ میر واعظ مرحوم نے اسی مہاجرانہ زندگی کے آخری دور میں جو سب سے بڑا اور تا قیامِ قیامت باقی رہنے والا کارنامہ انجام دیا وہ قرآنِ عظیم کا کشمیری زبان میں ترجمہ و تفسیر ہے۔ یہ ترجمہ آپ نے راولپنڈی میں انتھک کوشش و کاوش کے بعد مرتّب فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ کلکِ تقدیر نے اِسی مُقدّس ہستی کے مقدر میں یہ سعادتِ عظمیٰ نصیب بھی ——

سچ ہے سے ایں سعادت بزورِ بازو نیست ——— تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ترجمہ کا ایک پارہ انجمن نصرۃ الاسلام کے زیرِ اہتمام طبع ہو کر گذشتہ سال شائع کیا گیا ہے۔ اور بقیہ پارے ایک مقامی تاجرِ کتب کی مدد سے اِن شاء اللہ العزیز عنقریب زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر اشاعت پذیر ہو رہے ہیں۔ حضرت مرحوم کے ساتھ عقیدت مندی کا سب سے بڑا ثبوت یہی ہے کہ ترجمہ گھر گھر میں پہنچایا جائے۔ اور ہر مسلمان مرد و [illegible] ضرورت اس مقدس کتاب پر عمل کر کے سعادتِ دارین حاصل کرے * رسالہ نصرۃ الاسلام نے بالاقساط اس ترجمے کو شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ (ادارہ)

عرضِ حال

بزبانِ کشمیری
از مترجم مرحوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

حٰمٓ ۔ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ قُرْاٰنًا
عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۔ وَقَالَ تَعَالٰی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ حٰمٓ ۔
وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۔ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ۔ یِم
چھہ دون سورہ شریفن ہند زہ آیۂ کریمہ اکھ سورۂ سجدک گوڈہ تلک آیاتِ کریمہ، بیہ
سورۂ زخرفک ابتدائی آیاتِ کریمہ۔ یمن آیاتِ کریمن منز چھُ اللہ تعالیٰ فرماوان کہ قرآن
مجید چھُ بیشک کلامِ الٰہی یہوی چھُ بزبانِ عربی۔ بیہ چھُ اللہ تعالیٰ فرماوان سورۂ رعدس منز
وَکَذٰلِکَ اَنْزَلْنٰهُ حُکْمًا عَرَبِیًّا یتھہ پاٹھ اَسہ ییٚن پیغمبرن پیٹھ خاص خاص
زیوِ ہنٛد احکام نازل کرِ یتھے پاٹھ کور اسہ نازل یہ قرآن مجیدلیُ اکھ مجموعۂ احکام چھُ
عربی زبوہ اندر۔ یتھ کتھہ منز چھنہ کانہہ شک کہ قرآن مجید چھُو تمام عالمکین مسلمانن ہنز اکھ
مقدس دینی تہ مذہبی کتاب تہ آسمانی صحیفہ۔ لیسہ کتاب دینِ اسلامچ بنیاد تہ کُن چھُ۔
مسلمانِ ہند یقین محکم تہ اعتقاد کامل چھُ کہ یہ چھُ بیشک کلامِ الٰہی لیس بذریعۂ وحی نازل
کرنہ آو حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلمن پیٹھ وارہ وارہ ترووہن وٚرین اندر، حدیث شریفس
منز چھُ آمت کہ فرمو حضرت رسولِ کریمو صلی اللہ علیہ وسلم اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلٰثٍ لِاَنِّیْ
عَرَبِیٌّ وَّالْقُرْاٰنُ عَرَبِیٌّ وَلِسَانُ اَہْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِیٌّ ۔ عربک لوکہ
تھاوِ بوکہ ٹاٹھ ترٛیو چیزو موکھہ۔ اکھ میانہ موکھہ بہ کیا چھُس عربی۔ بیہ چھُ قرآنِ مجید
تہ عربی بیہ آسہ جنتین ہندہ زبو تہ عربی۔ اتھ کُن نظر کرتھ چھ مسلمانن ہنز مذہبی زیو
عربی۔ مگر چونکہ دنیاہس منز کر اللہ تعالیٰ ان مختلف قومن مختلف شہرن اندر لوکن ہنز
زبو تہ بول مختلف۔ یتھ متعلق اللہ تعالیٰ پانہ فرماوان چھُ قرآن مجیدس اندر وَمِنْ اٰیٰتِهٖ
خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ ۭ اِنَّ فِیْ
ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ پروردگارہ سندِ قدرتہ کیو نشانو اندرہ چھُ آسمانن تہ
زمینن ہند پیدہ کرُن بیہ اکسی مالس تہ ماجہ لشہ (یعنی حضرت آدم تہ حواس لشہ) نوہ

ساری پیدہ کرِتھ تہنزہ زیوہ تہ کتھ مختلف آسنہ، تہندین بدنن ہندرنگ مختلف آسُن
اَکھ منز چھ بڈ بڈ نشانہ خدایہ سندہ قدرتک عالمَن تہ زانن والین ہندہ خیطرٕ۔ اَتھ کُن
نظر کرِتھ تمام عالمس اندریم انسان اللہ تعالیٰ ان پیدہ کرِتھ تمن ہنزہ زیوہ تہ کتھ چھ مختلف
قرآن مجید آو نازل کرنہ بڈ ہدایت سارنی لوکن ہندہ خیطرٕ۔ یہ کتھ سپز پورہ واضح کہ ساری لوکھ
چھنہ عربی زانان۔ لہذا سپد لوکھ مجبور یِنہ یِنو یِنہ یِنو زیوہ قرآن مجیدک ترجمہ کرنس پیٹھ یُتھ
ساری لوکھ قرآنی احکامن تہ مضامین پیٹھ مطلع تہ واقف سپدِتھ قرآنی احکامن پیٹھ عمل کرن
چنانچہ بعضی محققو چھ لیو کھمُت کہ قرآن مجیدس چھ شُستہ تو (۷۶) زیوو ترجمہ کرنہ آمُت
ممکن چھ امہ خوتہ زیادہ آسہ امیک تعداد مگر گوڈنکوی ترجمہ یُس کرنہ آمُت چھ سُہ چھ فارسی پاٹھ
کرنہ آمُت۔ سوٗنی قرآن مجیدس چھنہ ترجمہ آمُت کرنہ بلکہ سورۃ فاتحس تہ کینژن سورۃ شریفن
سُہ چھ کوٗرمُت از عہد نبوّت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام حضرت سلمان فارسین رضی اللہ
عنہ باجازت حضرت رسالتماب جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تہ پتہ چھ سورۃ مُت
سُہ ترجمہ ایرانہ کین تمن لوکن ہیُو تمیک درخواست کوٗرمُت اوسکھ۔ امہ اندرٕ گژھ ثابت قرآن مجیدس
ترجمہ کرنک جواز مگر عبارات گرٕمن تھاوِنہ یِتہ لس حالس پیٹھ۔ تم وِس نہ بکھ ہیو زیوہ قرآن مجید
اداکرنہ سیت یکبارہ تمیک ثبوت چھنہ کُنہِ حدیثس اندر آمُت بلکہ باوجود ضرورت آو تھاونہ
در عہد نبوت تہ در عہد خلافت پتہ لس حالس پیٹھ یعنی نمازہ تہ خطبہ آو اداکرنہ عربی پاٹھی
کاشر پاٹھ آسیو قرآن مجیدک ترجمہ ازکہ بروٗنٹھ لکھنہ آمُت مگر چھاپ سپدتھ چھنہ اَکن لیشہ وزمُت
صرف چھ تہ تمہ سپارہ ہُند یعنی عمہ سپارہ ہُند ترجمہ ازکہ بروٗنٹھ شیٹھ وُستھ وری میانہ
جداًمجد حضرت مولینا مولوی یحییٰ شاہ صاحبن لیو کھمُت۔ یتھ ناو چھ "نورالعیون ترجمہ عم"
سُہ اوس ساروی لوکو لیند کوٗرمُت۔ چنانچہ سُہ کر واریاہ پھِرٕ واریاہو لوکو پتہ طرفہ شایع
مہ اوس ازکہ بروٗنٹھ واریاہ وُری شوق تہ ارادہ کہ بہ سیکھ ہا پتہ لس جدِ بزرگوارہ
سندس طرزس پیٹھ ساری قرآن مجیدس کاشر پاٹھ ترجمہ چنانچہ تتھ اوس مہ شروع تہ کوٗرمُت [illegible]
اندرٕ مگر ہجرت تہ ترک وطن کرنہ موکھ رودِم اوراق تہ اجزا و تمنی اندرٕ۔ تو پتہ پُرٕ پاکستانس اندرٕ
سنہ شروہ شتھ تہ ستتھس (۱۳۷۰ھ) اندر بعض احبابن مہند توجہ دنہ سیت خصوصاً جناب مشتاق
احمد گورمانی اسندہ تجویزہ سیت (یم تمن دوہن وزیر امور کشمیر آس) امہ کامہ ہند شروع۔ سنہ
تروان ستتھ تہ ستتھس (۱۳۷۰) ابتداہس اندر ستمہ ماہ صفر المظفر سپدُس بہ ساری قرآن مجیدس
کاشر پاٹھ ترجمہ لیکھنہ لیتہ خدایہ سندہ فضل و کرمہ سیت فارغ۔ وللہ الحمد والمنہ
قرآن مجیدک ترجمہ لیکھن سہل کام چھنہ بلکہ یہ چھ مشکل کام۔ ہیبانہ

قابلیت آسنہ بہ کیاہ لیکھ ہا قرآن مجیدُک بہ ترجمہ کیازِ "من آنم کہ من دانم" مگر خدایہ سندوی
یژھن اوس کہ تمہ دِیُت مےٚ اَمیُک توفیق تہ میانہِ الٰھہ وٲتناو تمہ یہ کآم انجام۔ میہ چھہ امید
کہ اللہ تعالیٰ کرِہ یہ میان کام محض پننہِ فضل وکرمہ سیت قبول تہ پننہِ لیکھ میہ نہ تمن لوکن ہندس
فہرستس اندر یمو قرآنِ مجیدچ امہِ قسمچ خدمت کٔرمٕژ چھےٚ۔ حضرت یوسف صدیقس ۴ ندراےٚ بٔڈ بٔڈ
لوکھ بیشمار مال تہ دولتھ ہتھ ہٕل رٲیہ۔ یمی منز دراہ اکھ بٔڈ زنانہ تہ سترہ کانہِ کینہہ ہتھ
حضرت یوسفس مل ہینہ۔ لوکو کرِہس ٹھٹھ دوپہس تژ یہ ملہ چھےٚ مژرنہ خوشلبتھ۔ یتہ
رچھنہ کم کم مالدار کینہ مجرٲوئ چھکھ تہ یم سترہ کانہِ کینہہ ہتھ۔ تمہ بجہ زنانہ دوپکھ میہ چھہ یہ
خبرۍ کہ میون طاقت چھنہ تہ مگر س

ہمیں بس گرچہ من کاسد قماشم — کہ در سلک خریدارانش باشم

یعنی یہ نے حضرت یوسف ہٕل ہیکن ہاتھ مگر تو نہ بمہ یہ تہندہن خریدارن ہندس فہرستس
اندر لیکھنہ۔ میانہ خاطرہ چھُہ یتے بس۔ یہے چھہ میان مثال

اَللّٰھُمَّ اجْعَلِ التَّوْفِیْقَ رَفِیْقَنَا وَالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ طَرِیْقَنَا

محمّد یوسف لکشمیری
عفی عنہ

گر تو مے خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بقرآن زیستن

جس کے پاس صحت ہے اس کے پاس امید ہے۔ جس کے پاس امید ہے اس کے پاس ہمت ہے اور جس کے پاس ہمت ہے۔ اس کے پاس سب کچھ ہے؛

عربی کہاوت

سُورَةُ الفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعُ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

سورۂ فاتحہ چھُہ مکّی ستھ آیہ کریمہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ گوڈ چھس لگان اللہ تعالیٰ سندِ ناوِ سیت
یُس سٹھاہ رحم کرن وول چھُ یُس سٹھاہ مہربان چھُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ساری تعریف تہ مدح تہ ثنا
پزن تس ذاتِ پاکس یُس ناو چھُ اللہ کیازِ پرتھ چیزاہ تہ پرتھ نعمتاہ پیدہ کرن وول تہ دِنہٕ سوی
عطا کرن وول تہ چھُ سُوی۔ لہٰذا تسُند حمد و ثنا اَس لوٗب رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
یُس مالک تہ پرورش کرن وول چھُ ساری عالمن ہُندہ مخلوقاتن ہُند اکھ اکھ
جنس چھُ گنزرنہ یوان اکھ اکھ عالم ملائکہ، عالمِ انسان، عالمِ جنّ، عالمِ حیوانات
عالمِ نباتات، عالمِ وحوش و طیور اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یُس ساری رحم کرن وول چھُ
دنیاہس اندر یُس پننہ رحمت جاری تھاوان چھُ بایمانن پتہٕ آخرتس اندر

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ یُس مالک تہٕ اختیارٕ وٲل چھُ جزاءکہِ دُہک۔
جزاءک دوہ گوٚ قیامتک دوہ یمہِ دوہ رٹن پنہٕ نین عملن ہُنٛد بدلہٕ۔ یم یتھ کرٕنت
آسہِ سوٚتلہِ تھٔنی پھل ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔ چانی یارٕ چھ اس
بندگی تہٕ پرستش کران۔ بیہ نہٕ کانسہ ہنز۔ بیہ چھہ اس ژے یوٚت یاری تہٕ مدد منگان
بیہ نہٕ کانسہ۔ یہ چھہ بندن ہنٛدہ طرفہٕ خدایہ سنٛزہ درگاہہ اندر التجاء۔ یہ چھ ناوِ
اللہ تعالیٰ ان ین بندہ تھہٕ دِس دربارس اندر کتھہ پاٹھہٕ گرٕ ھہٕ حاضر سپدن
کتھہ پاٹھہٕ گرٕ ھہٕ سوال کرُن اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ ہاوٕ اَسہ سیٚدٕ وتھ
دِ پنج ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ وَتھ یمن لوکن ہنٛز یمن
ژہٕ نعمژ عطا کرٕتھ یعنی نبوٚ تٕچ نعمت، رسالتٕچ نعمت۔ صدیقیتٕچ نعمت
شہادتٕچ نعمت، صالحیتٕچ نعمت غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ
تہنٛز وتھ نہٕ یمن پیٹھ چانہِ ژٕ کھ چھہٕ۔ یمن پیٹھ ژہٕ بیزار چھکھ تہنٛزہ نافرمانی
سبہ۔ بیہ نہٕ تہنٛز وتھ یم گمراہ سپدٕ۔ وتہٕ لٔتہٕ ڈٲل۔ تم گے
یہود وہ نصاری بیہ ساری باطل فرقہ یم افراط و تفریطس منٛز مبتلا سپد

شذرات

طلبا کا بگاڑ

طلباٴ کے اخلاق و کردار میں بگاڑ پیدا ہونا ملک کے مستقبل کے لئے جتنا خطرناک ہو سکتا ہے۔ اس کا ہر شخص کو اندازہ ہے۔ آج کے طالب علم کل قوم اور ملک کے معمار بنیں گے ہمارے آج کے طالبِ علم کل زندگی کے مختلف شعبوں میں پھیل جائیں گے۔ ہسپتالوں میں، دفتروں میں، عدالتوں میں، فیکٹریوں میں، سکولوں میں، کالجوں میں۔ کاروباری اور دوسرے حصولِ معاش اور ذریعہ روزگار کے اداروں میں یہی لوگ گھومتے پھرتے نظر آئیں گے۔ یہاں تک کہ حکومت کی زمام کار بھی ان ہی کے ہاتھوں میں ہوگی، اس لئے جس منصب اور جس مقام پر بھی یہ پہنچ جائیں گے۔ اپنے ساتھ اپنی اچھائیاں یا برائیاں لے کر جائیں گے۔ اگر طلبا کے اخلاق و کردار پر اچھائیوں کی چھاپ ہوگی تو اچھائیوں کو فروغ حاصل ہوگا۔ اور برائیوں کو پنپنے کا موقع نہ مل سکے گا۔ اگر معاملہ برعکس ہوا تو نتیجہ بھی اس کے برعکس نکلے گا

گندم از گندم بروید جو ز جو

طلبا کے اندر بڑھتے ہوئے بگاڑ کا اندازہ ہر شخص اپنے روزمرہ کے مشاہدے سے کر سکتا ہے۔ اخبارات کی خبروں سے یہ حقیقت ظاہر و باہر ہے۔ یہ ایک تشویشناک بلکہ المناک صورت حال ہے کہ جن سے شرافت۔ شائستگی۔ تہذیب۔ متانت۔ تحمل اور بردباری کی توقع کی جاتی۔ وہی ان اخلاقی قدروں کو پامال کریں۔ کسی جاہل۔ اجڈ اور نامہذب فرد یا گروہ سے ایسی بات سرزد ہو۔ تب بھی تو قابلِ مذمت ہے، مگر چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی کے مصداق طلبا کا طرزِ زندگی کچھ ایسے ہی سانچے میں ڈھلتا جا رہا ہے۔ اگر تعلیمیافتہ جوانوں سے ہی اس قسم کے افعال و حرکات صادر ہوں اس کا گھناؤنا پن اور بھی بڑھ جاتا ہے۔

یہ بگاڑ اگر یونہی باقی رہتا ہے۔ تو اس کے جو ہولناک نتائج سامنے آ سکتے ہیں اُن کا اندازہ کچھ دشوار نہیں۔ اس بگاڑ کے رہتے ہوئے کسی اچھے اور درخشندہ مستقبل کی توقع نہیں کی جا سکتی لئے طلبا کی تعمیر سیرت پر پوری توجہ دینے کے لئے طلبا کے والدین، سرپرستوں، اساتذہ، عوام ں رہنماؤں اور دینی پیشواؤں کو متحدہ کوشش کرنی چاہئے، اور ان تمام سوتوں کو بند کیا جانا چاہئے، اخلاقی بگاڑ کی آبیاری ہوتی رہتی ہے۔

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ - يُس مالک تہٕ اختیارٕ وول چھُ جزاءکہٕ دۄہُک - جزاءُک دۄہ گو قیامتُک دۄہ یمہِ دۄہہ رٕٹن پننین عملن ہُنٛد بدلہٕ - یم نیتھ کرُمت آسہِ سوٗتِلہٕ نتھی پھل - اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ - چانی یارٕ چھِ اس بندگی تہٕ پرستش کران - بیہ نہٕ کانٛسہٕ ہنٛز - بیہ چھِ اس ژےٚ یوت یاری تہٕ مدد منگان بیہ نہٕ کانٛسہ - یہ چھِ بتہِ ذٕن بندہٕ طرفہٕ خدایہ سنٛزٕ درگاہہِ اندر التجاء - یہ چھُ ناوِ اللّٰہ تعالیٰ ان بین بندہ تہند ِس دربارس اندر کتھہ پاٹھٕ گرٕھ حاضر سپدُن کتھہ پاٹھٕ گرٕھ سوال کرُن اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ - ہاوُ اسہِ سیُدٕ وتھ دِینچ - صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ وتھ تمن لوکن ہنٛز یمن ژٕ نعمت عطا کرٕتھ یعنی نبوٗتیچ نعمت رسالتیچ نعمت - صدیقیّتیچ نعمت شہادتیچ نعمت، صالحیتیچ نعمت غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ تہنٛز وتھ نہٕ یمن پٮ۪ٹھ چانٛ ژٕکھ چھُ - یمن پٮ۪ٹھ ژٕ بیزار چھکھ تہنٛزٕ نافرمانی سببہٕ - بیہ نہٕ تہنٛز وتھ یم گمراہ سپدٕ - وتہٕ لشہٕ ڈل - تم گے یہود وٕ نصاریٰ بیہ ساری باطل فرقہ یم افراط وتفریطس منٛز مُبتلا سپدٕ

شذرات

طلبا کا بگاڑ

طلبأ کے اخلاق وکردار میں بگاڑ پیدا ہونا ملک کے مستقبل کے لئے جتنا خطرناک ہوسکتا ہے۔ اس کا ہر شخص کو اندازہ ہے۔ آج کے طالب علم کل قوم اور ملک کے معمار بنیں گے ہمارے آج کے طالبِ علم کل زندگی کے مختلف شعبوں میں پھیل جائیں گے۔ ہسپتالوں میں، دفتروں میں عدالتوں میں، فیکٹریوں میں، سکولوں میں، کالجوں میں۔ کاروباری اور دوسرے حصولِ معاش اور ذریعہ روزگار کے اداروں میں یہی لوگ گھومتے پھرتے نظر آئیں گے۔ یہاں تک کہ حکومت کی زمام کار بھی ان ہی کے ہاتھوں میں ہوگی، اس لئے جس منصب اور جس مقام پر بھی یہ پہنچ جائیں گے۔ اپنے ساتھ اپنی اچھائیاں یا برائیاں لے کر جائیں گے۔ اگر طلبا کے اخلاق وکردار پر اچھائیوں کی چھاپ ہوگی تو اچھائیوں کو فروغ حاصل ہوگا۔ اور برائیوں کو پنپنے کا موقع نہ مل سکے گا۔ اگر معاملہ برعکس ہوا تو نتیجہ بھی اس کے برعکس نکلے گا

گندم از گندم بروید جو ز جو

طلبا کے اندر بڑھتے ہوئے بگاڑ کا اندازہ ہر شخص اپنے روزمرہ کے مشاہدے سے کرسکتا ہے۔ اخبارات کی خبروں سے یہ حقیقت ظاہر و باہر ہے۔ یہ ایک تشویشناک بلکہ المناک صورت حال ہے کہ جن سے شرافت۔ شائستگی۔ تہذیب۔ متانت۔ تحمل اور بردباری کی توقع کی جاتی۔ وہی ان اخلاقی قدروں کو پامال کریں۔ کسی جاہل۔ اجڈ اور نامہذب فرد یا گروہ سے ایسی بات سرزد ہو۔ تب بھی تو قابلِ مذمت ہے، مگر چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی کے مصداق طلبا کا طرزِ زندگی کچھ ایسے ہی سانچے میں ڈھلتا جارہا ہے۔ اگر تعلیمیافتہ جوانوں سے ہی اس قسم کے افعال وحرکات صادر ہوں تو اس کا گھناؤنا پن اور بھی بڑھ جاتا ہے۔

یہ بگاڑ اگر یونہی باقی رہتا ہے۔ تو اس کے جو ہولناک نتائج سامنے آسکتے ہیں اُن کا اندازہ لگانا کچھ دشوار نہیں۔ اس بگاڑ کے رہتے ہوئے کسی اچھے اور درخشندہ مستقبل کی توقع نہیں کیجا سکتی اس لئے طلبا کی تعمیر سیرت پر پوری توجہ دینے کے لئے طلبا کے والدین، سرپرستوں، اساتذہ، عوام اور عوامی رہنماؤں اور دینی پیشواؤں کو متحدہ کوشش کرنی چاہئے، اور ان تمام سوتوں کو بند کیا جانا چاہئے، جن سے اخلاقی بگاڑ کی آبیاری ہوتی رہتی ہے۔

عُریاں ادب — اسے مت پڑھیے

اسے روکئے!

کل تک کتابوں کو بہترین دوست اور رفیق سمجھا جاتا تھا۔ بات بھی صحیح تھی۔ کتابیں اپنے پڑھنے والوں کو ہر رنگ میں فائدہ پہنچاتی تھیں۔ اچھے اخلاق کا درس دیتی تھیں۔ کردار اور سیرت کی اصلاح کا سبق پڑھاتی تھیں۔ صبر و ضبط کی خو پیدا کرتی تھیں۔ شرم و حیا کی صلاحیت اُبھارتی تھیں غرض نیکی اور بھلائی کے ہر راستے کی طرف رہنمائی کرتیں اور ہر قسم کی بدی اور برائیوں سے روکتی ٹوکتی تھیں۔ اسی لئے بزرگوں کا عام طور مقولہ تھا۔ کہ انسان کا سب سے اچھا رفیق کتاب ہے۔ لیکن جب سے کتابوں کی دُنیا میں فحش لٹریچر کو جگہ ملی ہے۔ یہ بھی اِنسان کو بگاڑنے میں وہی کردار ادا کر رہی ہیں جو کردار ایک بُرا رفیق اور ہم نشین ادا کرتا ہے۔ تعجب یہ ہے کہ فحش لٹریچر کی خرابی کا پہلو کسی کی نگاہ سے اوجھل نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود اِسے فروغ مل رہا ہے۔

فحش لٹریچر کو جو لوگ پڑھتے ہیں ان سے ہم یہی کہیں گے کہ "اِسے مت پڑھیے"۔ اِس سے آپ کا اِنسانی حُلیہ مسخ ہو جائے گا۔ ظاہر میں بھی باطن میں بھی اور ان لوگوں سے جو اس لٹریچر کو تیار کرتے ہیں۔ اس کا کاروبار کرتے ہیں ان سے یہ عرض کریں گے کہ اسے روکئے۔ اور کوئی شرافت کا دھندا اختیار کیجئے۔ اسی میں آپ کے مُلک کی بھلائی ہے۔ بلکہ آپ کی اور آپ کے بال بچوں کی۔ اگر آپ ذرا غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ کے بال بچے بھی اِس سماج میں رہتے ہیں۔ جس طرح یہ زہر آلود لٹریچر دوسرے لوگوں تک پہنچتا ہے اور وہ اس کی سمیّت کا شکار ہو جاتے ہیں اسی طرح لیٹریچر سازوں کے عیال و اطفال کے ہاتھ میں بھی پہنچ جاتا ہے۔ اس طرح سمجھ لیجئے کہ زہر کا پہلا گھونٹ آپ اپنے عزیزوں کو ہی پلا دیتے ہیں۔ کاروبار اور دولت کی محبّت میں اتنا اندھا ہو جانا کہ آدمی اپنے آل و اولاد کے مستقبل کو بھی خطرے میں ڈال دے۔ دانائی کی بات نہیں بلکہ انتہائی جہالت اور حماقت ہے۔

انجمنِ اوقافِ جامع مسجد سرینگر

تقریباً گذشتہ تین سال سے انجمن اوقاف جامع مسجد اہل اسلام کے سب سے بڑے مرکز اور تاریخی عمارت کی دیکھ بھال میں مصروف ہے۔ اس قلیل مدّت میں انجمن مذکور نے مسجد جامع کی بہتری اور بہبودی کے لئے کیا کچھ کیا۔ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس کی تعمیرات جدید و مرمت، صفائی ستھرائی اور روشنی وغیرہ کے انتظامات اس عرصہ کے دوران .... رقم خرچ کی جا چکی ہے۔ اس قلیل وقت میں جامع کے مشرقی جانب دکانوں کی ایک قطار کھڑی کی گئی۔ جس پر تقریباً ۷۰ ہزار روپے صرف ہوئے۔

چند مہینہ قبل ہی صدر انجمن میرواعظ مولانا محمّد فاروق نے جنوبی جانب ایک اور بلڈنگ کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اس کے زیرین حصّے میں چودہ دکانیں تعمیر ہو چکی ہیں۔ اور اب دوسری منزل پر کام ہو رہا ہے۔ خیال ہے کہ اس دوسری منزل کو ایک شایانِ شان دینی درس گاہ کے لئے مخصوص کیا جائے گا۔

مشرقی اور جنوبی جانب زمین کے کچھ خالی حصّوں کو جنہیں اب تک کوڑا کرکٹ ڈالنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ آہنی جنگلوں سے حد بندی کر کے سبزہ پوش بنایا گیا ہے۔ اس عمل سے جہاں ضرورت کے وقت نمازیوں کے لئے دو باغیچے تیار ہوئے وہاں جامع کی خوب صورتی اور زیبائش میں بھی نمایاں اضافہ ہوا ہے۔

آئندہ کے لئے انجمن کے سامنے جو نقشہ کار ہے۔ اس پر ۲۵-۳۰ لاکھ روپیہ کے صرفہ کا تخمینہ ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ انجمن کی مجوزہ اسکیم کو روبہ عمل لانے میں زیادہ سے زیادہ مالی تعاون دے کر آخرت کے لئے فلاح و نجات کا گھر تعمیر کریں۔

بلاشبہ اللہ کی مسجدیں وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتے ہیں

(القرآن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدرِ انجمن میرواعظ مولانا محمد فاروق کا

پیغام

رسالہ نصرت الاسلام کے نام

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ امّا بعد

جب سے مجھے انجمن نصرۃ الاسلام کی صدارت کے اہم فرائض سونپے گئے ہیں برابر اس بات کا قائل و خواہاں رہا کہ انجمن کی سرپرستی میں ایک رسالہ ضرور بالضرور جاری رہنا چاہیئے کیونکہ اس کے فوائد و مصالح بکثرت ہیں جنکا کچھ تذکرہ رسالہ کے اداریہ میں کیا بھی گیا ہے

مجھے بیحد خوشی اور مسرت ہے کہ کئی موانع کے باوجود رسالہ کا پہلا شمارہ منظر عام پر آ ہی گیا۔ اور نور علیٰ نور کے مصداق اس مقدس و مبارک مہینے میں آ گیا۔ ذالک الفضل من اللہ

بہرحال متوکلاً علی اللہ رسالہ جاری کیا گیا اور اسے مستقلاً جاری رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جائیگی انشاء اللہ۔۔ میں اپنے تمام احباب سے انجمن نصرۃ الاسلام کے تمام بہی خواہوں اور ہمدردوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ رسالے کے مستقل خریداروں میں اپنا نام درج کرا کر ایک قومی اور ملی فریضہ انجام دیں۔

انجمن کے تمام ارکان و معاونین، اساتذہ اور طلباء سے میری التماس ہے کہ وہ رسالہ کو شہر، قصبات اور دیہات میں زیادہ سے زیادہ گھروں تک پہنچانے میں سرگرمی سے حصہ لیں۔ تاکہ رسالہ اپنی زندگی کو برقرار رکھنے میں خود کفیل ہو کر ملک و ملت کی صحیح اور بھرپور خدمت انجام دے سکے

دعا ہے کہ اللہ جل شانہٗ انجمن کی اس نئی کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد فاروق عفی عنہ

تاریخ کے آئینے میں

ایک بچہ

۱۸۷۸ء کے اواخر میں رامپور کے ایک معزز خاندان میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس کے دو اور بھائی تھے۔ ایک کا نام ذوالفقار علی خان گوہر اور دوسرے کا شوکت علی اور جس لڑکے کا ہم اس صحبت میں تذکرہ کر رہے ہیں اس کا نام تھا محمد علی۔ زندگی کی دو ہی منزلیں ابھی طے کر پایا تھا کہ باپ کا سایۂ عاطفت سر سے اُٹھ گیا۔ بچے کی ماں بڑی حوصلہ مند تھی اور اولاد کی صحیح تربیت کو اپنا اہم فریضہ سمجھتی تھی۔ اس لئے ہوش سنبھالتے ہی بچے کی تعلیم کا بندوبست کرایا۔ قرآنی تعلیم کے ساتھ حسب معمول اردو فارسی پڑھائی گئی۔ اس کے بعد بریلی کے ہائی سکول میں اپنے بھائی کے ساتھ داخل ہوا۔ ذہانت و ذکاوت کی وجہ سے اساتذہ اس لڑکے سے بہت خوش رہتے تھے۔ قیادت اور لیڈری کا جذبہ بچپن ہی سے دل میں موجزن تھا۔ ابتدائی درجہ کے طالب کی بساط ہی کیا مگر اس لڑکے نے بچوں ہی کی ایک ٹولی بنائی۔ اور اس سے اپنی لیڈری کا لوہا منوالیا۔ بریلی ہائی سکول سے فراغت پاکر اس نے اپنے بڑے بھائی شوکت علی کے ساتھ علی گڑھ میں داخلہ لیا۔ یہاں پہنچ کر اس لڑکے کے جوہر کھلنے لگے۔ اسکی وہ خصوصیات نمایاں ہونے لگیں جنہوں نے اسے تھوڑی دیر میں اپنے اقران اور ہم عصروں میں ایک امتیاز عطا کیا یعنی آزادیٔ رائے اور عمل کی خصوصیات، وہ اکثر اپنے اساتذہ اور پروفیسروں سے

جو بڑا ہو کر ایک مقرر، ایک ادیب، ایک شاعر، ایک مفکر، ایک بہت بڑا ایڈیٹر اور ہندوستان کی تحریک آزادی کا ایک علمبردار بنا

اختلاف کر جاتا۔ اور یونین میں ایسے موضوعات پر تقریر کرتا جو اکثر اساتذہ کو چین بجبین بنا دیتا۔ تقریریں زوردار مدلل ہوتیں۔ علی گڑھ کے زمانۂ طالب علمی میں ہی ایک مضمون انگریزی سپرد قلم کیا جسے بیحد پسند کیا گیا۔ اور اس مضمون کے آئینہ میں جھانک کر پرنسپل مسٹر مارسن نے پیشین گوئی کی کہ "تم آگے چل کر انگریزی کے بے مثل ادیب بنو گے۔" یہ پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی! اور اس لڑکے کی صلاحیت کا لوہا بڑے بڑوں نے مانا۔

یہ لڑکا جو اب جوانی کی بہاریں طے کر رہا تھا۔ حق گوئی اور حق پسندی میں بڑا بے باک ثابت ہوا۔ جس بات کو حق سمجھتا اُسے بیان کرنے میں کبھی بھی نہ ہچکچاتا نوجوان نے علیگڑھ سے امتیاز کے ساتھ بی اے کا امتحان پاس کیا اور اب آگے کی تعلیم کے لئے یورپ کا قصد کیا

آئی۔سی۔ایس کے امتحان کے باوجود اعلیٰ صلاحیتوں کے کامیاب تو نہ ہوئے مگر یورپ کے عملی رنگ ڈھنگ کا بخوبی جائزہ لے کر واپس گھر لوٹا۔ اور یہاں آکر نوجوان کی شادی کی رسم پورا کیا گیا۔ — اور اب زندگی کا ازدواجی دور شروع ہوا۔

شعر و شاعری سے بچپن سے ہی لگاؤ تھا۔ بچپن چونکہ رام پور میں گذرا اور رامپور میں اس وقت شاعری کا بڑا چرچا تھا۔ خاندان میں بھی شعر و سخن کے فن سے آشنائی کا سلسلہ پہلے ہی موجود تھا۔ اسلئے روایتی طور پر یہ شوق اس ہونہار کے حصے میں بھی آ ہی گیا تھا۔

شاعری کیا تھی تڑپتے دل کی صدا۔ سچے جذبات کی ترجمانی اور تصنع سے خالی۔ آیئے چند اشعار ملاحظہ کیجئے:۔

ہیں یہ انداز آزمانے کے — اور بھی ڈھنگ ہیں ستانے کے
کربلا ہے بہانۂ کوثر — جائے صدقے اسی بہلانے کے
گھر چھٹا یوں کہ چھوڑنے والے — ہم نہ تھے ان کے آستانے کے
ایک ایک کرکے سب یہ تنکے — ہوئے برباد آشیانے کے
دیکھ لو اب یہ گردش تقدیر — کہیں آنے کے ہیں نہ جانے کے
پوچھتے کیا ہو بود و باش کا حال — ہم ہیں باشندہ جیل خانے کے
قید میں اور اتنی بے باکی — سب یہ لچھن ہیں مار کھانے کے

نہ اڑ جائیں کہیں قیدی قفس کے | ذرا پر باندھنا صیاد کس کے
گراں ہو اب تو شاید سیر گل بھی | کچھ ایسے ہو گئے خوگر قفس کے

کیا ڈر ہے جو ہو ساری خدائی بھی مخالف | کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے
امید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہدے | یہ بندہ دو عالم خفا میرے لئے ہے

یورپ سے واپسی کے بعد کچھ دنوں تک تو ملازمت کی۔ مگر چونکہ یہ جواں سال شروع سے ہی حریت پسند واقع ہوا تھا۔ نوکری راس نہ آئی اور چند ہی سالوں میں اسے ترک کر دیا۔ حالانکہ بڑے بڑے عہدے حتیٰ وزارتیں تک ان کی چشم براہ تھیں لیکن طبیعت میں ملک و ملت کی خدمت ہی ودیعت تھی۔ اس لئے ایک اخبار نکالنے کا خیال آیا تاکہ نہایت آزادی اور بے باکی کے ساتھ انگریزی اقتدار پرستان قلم کا وار کیا جائے بالآخر بڑی محنت اور کوششوں کے بعد کلکتہ کے افق سے "کامریڈ" نام سے ایک اخبار کا طلوع ہوا۔ اور دنوں دنوں میں اتنی مقبولیت عامہ حاصل کر گیا کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ خود انگریزی کے بڑے بڑے ماہرین اور اعلیٰ درجہ تعلیم یافتہ لوگ نہایت بے چینی اور بے باکی کے ساتھ اس اخبار کا انتظار کرتے تھے۔ بڑے بڑے حکام و وزراء اور انگریز افسر اس کے اسلوب تحریر، طرز نگارش، عبارت کی چاشنی اور ادب و انشا سے معمور مقالات پر جان چھڑکتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود دوسری جانب بے لاگ تنقید اور واشگاف نکتہ چینی حکومت وقت برداشت نہ کر سکی۔ اس لئے گرفتاری عمل میں لائی گئی۔ اور پرچہ کی اشاعت روک دی گئی۔ اس کے بعد یہ پرچہ کئی بار پھر اجرا ہوا۔ اور کئی بار بند ہوا۔ کامریڈ کے ساتھ ایک اور اخبار ہمدرد بھی نکلتا تھا اور یہ بھی قبول عام حاصل کر چکا تھا۔

یہ بچہ جس کا نام آپ نے اوپر سن لیا ہندوستان کی جنگ آزادی کا سب سے بڑا ہیرو ہے۔ محمد علی کانگرس کا ایک عظیم مربی تھا۔ اسکی تنظیم و تاسیس میں اس کا بڑا عمل دخل تھا۔ مگر اس کا سب سے بڑا

کارنامہ تحریک خلافت ہے۔ جس تحریک نے پورے ملک میں ایک ہل چل مچادی۔ مسلمانوں اور ہندوؤں نے شانہ بشانہ اس کا ساتھ دیا۔ تحریک خلافت نے پورے برصغیر میں انگریزی اقتدار کی چولیں ہلا کر رکھ دیں۔ آزادی وطن کی جنگ لڑتے لڑتے بار بار قید و بند کی سزائیں جھیلیں اور بڑی بڑی دشواریوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ محمد علی کی ماں اپنے لخت جگر کی زندگی بار بار خطرے میں پڑتا دیکھکر کبھی نہ گھبرائیں بلکہ ہر بار اسکی ڈھارس بندھاتی رہی۔ چنانچہ لوگوں کی زبانوں پر یہ شعر عام تھا۔

بولیں اماں محمد علی کی — جان بیٹا یہ خلافت دے دو
ساتھ تیرے ہیں شوکت علی بھی — جان بیٹا خلافت پہ دے دو

محمد علی نے کئی بار انگلینڈ کا سفر کیا۔ لیکن اہم سفر وہ تھا جب گول میز کانفرنس میں شامل ہونے کیلئے محمد علی لندن گیا۔ اس سفر سے پہلے ہی طبیعت حد درجہ خراب ہو چکی تھی۔ مگر پرواہ نہ کی۔ اور اپنا فرض ادا کرنے کیلئے انگلینڈ کا رخت سفر باندھ لیا گول میز کانفرنس میں جو تقریر محمد علی نے کی۔ اس کے چند الفاظ سنیئے:

آج جس مقصد کے لئے یہاں آیا ہوں، وہ یہی ہے کہ اپنے ملک کو اس حالت میں جاؤں وہ یہی ہے کہ اپنے ملک کو واپس نہیں جاؤں گا۔ میں ایک غیر ملک میں مرنے کی ترجیح دوں گا۔ اور اگر آپ مجھے ہندوستان کی آزادی نہیں دیں گے، تو پھر آپ کو مجھے قبر کیلئے جگہ دینی ہوگی۔

محمد علی کے متعلق ایک لکھنے والے نے اپنی رائے کا ان الفاظ میں اظہار کیا ہے

"عقل کی مرضی تھی کہ محمد علی انصاف کی کرسی پر بٹھائے جائیں مگر عشق کی خوشی کہ ملزم کے کٹہرے میں کھڑے ہوں۔ عقل نے انہیں سزا دینے کا طریقہ مگر عشق نے انہیں سزا پانے کا سلیقہ سکھایا۔ عقل نے انہیں ججی کا چغہ اور وزارت کا خلعت مگر عشق نے جیل کا کرتا اور حج کا احرام پہنانا چاہا۔ عقل کا مشورہ تھا کہ وہ پریڈ اور انگرسال کے زمرہ شاگردی میں مگر عشق کا حکم کہ اویس و بلالؓ کے حلقہ غلامی میں آئیں غرض کہ عقل کا فیصلہ تھا کہ وہ یزید مگر عشق کا فتویٰ کہ وہ شہید ہوں۔ اس کشاکش میں پایان کار عشق ہی کامیاب ہوا (میر محفوظ علی)

کشمیر میں ظہورِ اسلام

(جنابِ پروفیسر محی الدین)

عرب مجاہد محمد بن قاسم نے سندھ میں داخل ہو کر جون ۷۱۲ء (بمطابق ۱۰ ر رمضان المبارک ۹۳ھ) راجہ داہر والئے سندھ کو مغلوب کر لیا۔ اس کے بعد راجہ داہر کا بیٹا جیسیا (JAISIYA) اپنے ایک مسلمان دوست حامیم کو ساتھ لے کر کشمیر کی طرف بھاگ نکلا۔ حامیم ملک شام کے ایک باشندہ سہام کا بیٹا تھا۔ اور وہ پہلا مسلمان تھا جو کہ سرزمین کشمیر میں داخل ہوا۔ کشمیر کا راجہ ان دونوں کے ساتھ بہت ہی اچھی طرح سے پیش آیا۔ بلکہ شنکلہا کا علاقہ (جو کہ مشہور مورخ کننگھم کی رائے میں کوہستانِ نمک کا ایک علاقہ تھا اور اس وقت کشمیر میں شامل تھا) جیسیا کو بطور جاگیر عطا کیا۔ جیسیا کی وفات کے بعد حامیم ہی اس علاقہ کا مالک بن گیا۔ چنانچہ اس نے وہاں پر بہت سی مسجدوں کی بنیاد ڈال کر مذہبِ اسلام کا کھلم کھلا پرچار کرنا شروع کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آس پاس کے علاقوں کے بے شمار لوگ مسلمان بن گئے۔ راجہ حامیم کی بھی بڑی عزت کرتا تھا۔

محمد بن قاسم نے راجہ داہر کو شکست دے کر سندھ کی سلطنت کو کشمیر کی سرحد تک بڑھا دیا۔ اور اس کے بعد ملتان کو بھی فتح کر کے وہاں پر ایک عالی شان جامع مسجد تعمیر کرائی۔ اس وقت عرب کا خلیفہ ولید تھا۔ اس کے کچھ سال بعد مجاہدین عرب نے کشمیر پر حملہ کرنے کی کوشش کی، مگر کشمیر کے راجہ جس کا نام للتادتیہ تھا، نے شہنشاہ چین سے فوجی امداد طلب کی۔ عرب مجاہدین مغلوب ہونے کی بجائے چینی فوجوں کو تہ تیغ کرنے میں کامیاب ہوئے اور اس کے بعد ۷۵۱ء میں گلگت اور آس پاس کے دوسرے علاقوں پر قابض ہو گئے۔

راجہ للتادتیہ کے بعد اس کا چھوٹا لڑکا وجرادتیہ تخت نشین ہوا، اس نے ۷۵۴ء سے ۷۶۱ء یعنی سات سال تک کشمیر پر حکومت کی۔ راج ترنگنی میں لکھا ہوا ہے کہ اس راجہ نے بہت

سارے ہندؤں کو ملیچھوں یعنی مسلمانوں کو فروخت کر دیا۔ اور اُن کو اس طرح سے ان کا غلام بنا دیا۔ مسلمانوں کو اس زمانے میں ملیچھ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ جو کہ سنسکرت زبان میں اچھوت کو کہتے ہیں۔ ملیچھ اس راجہ کے وقت میں بہت ہی دولت مند گئے اور سری نگر کے شہر میں اُنہوں نے اپنی ایک خاص کالونی کی بنیاد ڈالی۔ جس کا نام ملیچھمر رکھا گیا۔ یہ جگہ اب بھی مہاراج گنج اور بلبل لنگر کے درمیان اسی نام سے مشہور ہے۔

راجہ ہرش کے زمانے میں کشمیر میں مسلمانوں کی حالت

کشمیر میں راجہ ہرش کی حکومت سنہ ۱۰۸۹ء سے سنہ ۱۱۰۱ء تک رہی اس زمانے میں اس نے بہت سے مسلمانوں کو اپنی فوج میں بھرتی کر کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز کیا۔ چنانچہ راج ترنگنی کا انگریز ترجمان سر آرل سٹاین SIR AUREL STEIN) لکھتا ہے کہ:-

"HARSHA HAD MUHAMMADEN TROOPS LEADERS IN HIS SERVICE"

کشمیر میں اب مسلمانوں کی تعداد کافی حد تک بڑھتی گئی۔ مارکو پولو جو کہ وینس کا باشندہ تھا یعنی سنہ ۹۶۶ھ میں کشمیر بطور سیاح آیا وہ لکھتا ہے کہ اُس وقت کشمیر اور اس کے اطراف واکناف میں جن بہت سارے قبائیلوں نے بدھ مت چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا تھا وہ اچھے تاجر تھے۔

راجہ ہرش کے تقریباً دو سو سال بعد یعنی سنہ ۱۲۸۶ء میں سمہا دیو کشمیر کا راجہ بنا۔ اس کے زمانے میں تین اجنبیوں نے اس کے دربار میں حاضر ہو کر راجہ کی نوکری قبول کر لی۔ ان میں سے ایک آدمی ریاست سوات کا مسلمان باشندہ تھا۔ اور اس کا نام شاہ میر تھا۔ دوسرا تبت سے آیا تھا۔ اور اس کا نام رینچن شاہ تھا، اور تیسرا دردستان کا تھا، اور اس کا نام لنگر چک تھا راجہ سمہا دیو کو ایک شخص دریا نے سنہ ۱۳۰۱ء میں قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی سُہا دیو کشمیر کا راجہ بن گیا۔ لیکن وہ بہت ہی نا قابل راجہ تھا۔ اور اس نے ملک کو بیرونی حملوں سے بچانے کے لئے کوئی انتظام نہیں کیا تھا۔ چنانچہ اس کی اس کمزوری کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے ایک شخص ذولچو جو کہ چنگیز خان کی اولاد میں تھا نے سنہ ۱۳۲۰ء میں کشمیر پر ایک زبردست حملہ کیا۔ راجہ سُہا دیو اس حملہ کی تاب نہ لا کر کشتواڑ کی طرف بھاگ گیا۔ اور اس کا کمانڈر انچیف رام چندر دو اور ساتھیوں رینچن شاہ اور شاہ میر کو ساتھ لے کر قصبۂ لار کی طرف بھاگ گیا اور

وہاں کے قلعہ میں پناہ لی۔ ذولچو نے کشمیریوں پر کافی ظلم وستم روا رکھے، اور پھر تقریباً آٹھ ماہ کے بعد بہت سے آدمیوں کو قیدی بنا کر واپس جانے کا ارادہ کیا۔ مگر اس وقت سردی کا موسم شروع ہوا تھا۔ اس لئے ذولچو جنگی قیدیوں اور اپنی فوج کے سمیت بانہال کی چوٹی پر برف میں نیست ونابود ہو گیا۔

ذولچو کے واپس جانے کے بعد رینچن اور رام چندر سرینگر واپس آئے۔ رینچن شاہ نے اپنے تبتی ساتھیوں کی مدد سے رام چندر کو قتل کروایا، اور خود کشمیر کا راجہ بن گیا۔ مگر سلطنت کو مضبوط بنانے کی خاطر اس نے رام چندر کے رشتہ داروں سے صلح کی۔ اس کے بیٹے راون چندر کو معہ دوسرے افراد خانہ کے جیل سے رہا کر دیا۔ اور خود رام چندر کی بیٹی کوٹہ رانی سے شادی کر لی۔ کچھ مدت کے بعد راجہ سہادیو جو کہ ذولچو کے حملہ کے وقت کشتواڑ کی طرف بھاگا ہوا تھا، واپس کشمیر آ گیا۔ مگر یہاں کے لوگوں نے اس بزدل راجہ کے ساتھ عدم تعاون کر دیا اس لئے نہایت ہی نا امیدی کی حالت میں وہ پھر کشتواڑ چلا گیا۔

رینچن شاہ نے ایک مضبوط حکومت کی بنیاد ڈال کر اب بدھ مذہب کی بجائے ہندو مذہب اختیار کرنے کی کوشش کی، مگر ہندو مذہب کے عالموں نے اس کو اپنے مذہب میں شامل ہونے کی اجازت نہیں دی۔ اب وہ رات دن اسی فکر میں لگا رہا کہ وہ کون مذہب اختیار کرلے اور وہ اس سلسلہ میں کسی نتیجہ پر پہنچ نہ سکا۔ ایک دن اُس نے اپنے دل میں یہ مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ اسی شخص کا مذہب قبول کرے گا جس کو کہ وہ دوسرے دن صبح سویرے سب سے پہلے دیکھے گا۔ چنانچہ بادشاہ جب صبح سویرے اپنے محل کی کھڑکی سے دیکھنے لگا، تو دریا کے اس پار ایک قلندر کو نماز ادا کرتے دیکھا۔ راجہ نے اس قلندر کو نماز ادا کرنے کے بعد اپنے پاس بلوا کر اس کی بڑی عزت کی۔ معلوم ہوا کہ اس کا نام سید عبدالرحمان المعروف بلبل شاہ باشندۂ ترکستان تھا۔ راجہ نے جب بلبل شاہ کے مذہب کے متعلق اس سے کچھ باتیں دریافت کیں تو معلوم ہوا کہ اس اجنبی درویش کا مذہب اسلام ہے۔ چنانچہ راجہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے اتنا متاثر ہوا کہ اُس نے اسی وقت بلبل شاہ صاحب کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور مسلمان ہو کر اپنا اسلامی نام سُلطان صدرالدین رکھا۔ اس کے ساتھ ہی کوٹہ رانی کے بھائی راون چندر نے مذہب اسلام قبول کیا۔ مگر کوٹہ رانی خود ہندو مذہب کی ہی پیرو کار رہی۔ یہ واقعہ ۱۳۲۵ء کا ہے۔

اب سُلطان نے سب سے پہلے دریائے جہلم کے کنارے پر اپنے مرشد کامل بُلبُل شاہؒ کے لئے ایک خانقاہ تعمیر کی۔ خانقاہ کے ساتھ ایک لنگر بھی چالو کر دیا جس کے چلانے کے لئے بادشاہ نے بہت گاؤں بطور جاگیر عطا کئے۔ اِس لنگر سے غریبوں اور محتاجوں کو روزانہ کھانا مفت ملا کرتا تھا۔ اس وجہ سے اس کا نام بلبل لنگر مشہور ہو گیا۔ چنانچہ اِس خانقاہ کا آس پاس والا علاقہ اب بھی بلبل لنگر کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے علاوہ بادشاہ نے اپنے محل کے سامنے ایک مسجد تعمیر کی جو کہ سرینگر کی سب سے پہلی مسجد تھی۔ سُلطان صدرالدّین کو کوٹہ رانی کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام حیدر رکھا گیا۔ چناں چہ سُلطان نے شاہ میر کو اس لڑکے کا اتالیق مقرر کر دیا۔

سُلطان صدرالدّین کی وفات کے بعد اس کی بیوہ کوٹہ رانی نے سہا دیو کے بھائی اودیانند دیو سے شادی کر لی۔ اب اودیانند دیو کشمیر کا راجہ بن گیا، اور اِس طرح سے حکومت پھر ہندوؤں کے ہاتھ آ گئی۔ کوٹہ رانی کو اودیانند کا بھی ایک بچہ پیدا ہوا۔ جس کا نام بھولارتن رکھا گیا۔

راجہ اودیانند دیو ۱۳۳۸ء میں فوت ہوا۔ اس لئے اس کے بعد اس کی بیوی کوٹہ رانی خود تخت پر بیٹھی۔ مگر شاہ میر نے اپنی قابلیت اور ہر دل عزیزی کی بدولت کوٹہ رانی کو شکست دیکر کشمیر کا تاج و تخت حاصل کیا۔ اور سُلطان شمس الدّین کا لقب اختیار کر کے ایک ایسے شاہی خاندان کی بُنیاد ڈالی جو کہ کشمیر پر دو سو سال سے زیادہ عرصہ تک حکومت کرتا رہا۔

سُلطان شمس الدّین کے بعد اس کا بیٹا جمشید تخت نشین ہوا، اور اس کے بعد اس کا بھائی علاؤ الدّین بادشاہ بنا۔ سُلطان علاؤ الدّین نے سری نگر میں ایک نئی بستی کی بنیاد ڈالی جو اب بھی علاؤ الدّین پورہ کے نام سے مشہور ہے۔

سُلطان علاؤ الدّین کے بعد اس کا بیٹا سُلطان شہاب الدّین ۱۳۵۴ء میں تخت نشین ہوا۔ اس نے کوہِ ماران کے آس پاس ایک نئے قصبہ کی بُنیاد ڈالی، جس کا نام شہاب پورہ (موجودہ نام شام پورہ) رکھا۔ اِس کے علاوہ سرینگر سے باہر ایک اور قصبہ کی بنیاد ڈالی جو کہ اب شادی پورہ کے نام سے مشہور ہے۔ اسی سُلطان کے وقت میں ۱۳۷۲ء حضرت قطب ربّانی میر سیّد علی ہمدانی قدس سرہٗ پہلی بار واردِ کشمیر ہوئے۔ مگر صرف چار ماہ کے قیام کے بعد بغرضِ زیارتِ بیت اللہ شریف واپس تشریف لے گئے۔

سُلطان شہاب الدّین کی وفات کے بعد ۱۳۷۳ء میں اس کا چھوٹا بھائی سُلطان قطب
تخت نشین ہوا۔ اس کے زمانے میں حضرت امیر کبیرؒ پھر دو مرتبہ کشمیر تشریف لائے۔ پہلی بار
۱۳۷۹ء میں آپ کشمیر میں ڈھائی سال رہے، اور اس عرصہ میں آپ نے وادی کے کونے کونے
میں جاکر تبلیغ فرماکر لاکھوں غیر مسلموں کو مذہب اسلام سے مشرف فرمایا۔ پھر آپ براستہ لداخ،
ترکستان چلے گئے۔ چنانچہ آپنے اس دفعہ سرینگر کے علاوہ بارہ مولہ، ہندواڑہ، سوپور، ترال
لداخ وغیرہ وغیرہ علاقوں میں اپنی یادگاریں چھوڑدیں۔ جو کہ بعد میں خانقاہیں کہلائیں۔ اس کے
بعد آپ تیسری بار ۱۳۸۳ء میں وارد کشمیر ہوئے۔ اس وقت آپکے ساتھ سات سو سادات تھے
جو کہ کشمیر کے کونے کونے میں پھیل کر تبلیغ اور اشاعت اسلام میں ہمہ تن مصروف ہوگئے۔ اس دفعہ
حضرت امیر کبیرؒ نے محلہ علاؤ الدّین پورہ میں دریائے جہلم کے دائیں کنارے پر ایک صوفہ کی
بنیاد ڈالی جس پر آپ خداوند تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہا کرتے تھے۔ سُلطان قطب الدّین خود بھی
اسی جگہ حضرت امیر کے ساتھ نماز ادا کرتا تھا۔ اسی جگہ پر اب خانقاہ معلّٰی کی زیارت بنی ہے۔

حضرت امیر کبیرؒ اگرچہ بلبل صاحب کے تقریباً ۵۲ سال کے بعد کشمیر تشریف لے آئے
لیکن اُس وقت تو بھی مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی۔ اور اس کے برعکس غیر مسلم اکثریت میں تھے
مسلمانوں کے کلچر پر ہندوؤں کا ابھی کافی اثر تھا۔ ان کے لباس طور وطریقہ اور رسم ورواج میں کوئی
امتیاز نہ تھا۔ سُلطان علاؤ الدّین اور اس کی رعایا ابھی بھی ہر صبح کو علاؤ الدّین پورہ کے مندر کالی شوری
میں درشن کے لئے جاتے تھے۔ ایک بار قحط کو رفع کرنے کے لئے سُلطان نے یگیہ کیا اور برہمنوں کو
بہت سے تحایف دئے۔ جو کہ سراسر غیر اسلامی طریقہ تھا۔ اس کے علاوہ اُس نے شریعت اسلامی
کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایک ہی وقت دو سگی بہنوں سے شادی کی تھی۔ حضرت امیرؒ
نے تشریف لاتے ہی ان تمام کفر و شرک کے کاموں کے خلاف اپنی آواز اُٹھائی۔ سُلطان کو
صرف ایک ہی بیوی رکھنے کو کہا، اور دوسری کو طلاق دینے کی ہدایت کی۔ مسلمانوں کو صبح
سویرے کالی شوری کے مندر میں جانے سے منع فرمایا، اور اس کی جگہ ان کو مسجدوں میں اوراد
فتحیہ باآواز بلند پڑھنے کی ترغیب دی۔ اسی طرح سُلطان کو مسلم ممالک کا عام لباس زیب تن
کرنے کی بھی تاکید فرمائی۔ اگرچہ حضرت امیرؒ سے برہمنوں نے بڑے بڑے مناظرے کئے
لیکن اسلام کی قوی دلائل کے سامنے ہر جگہ ہتھیار ڈال کر اسلام قبول کرنا پڑا۔ یہاں پر اس سلسلہ
میں یہ بات تحریر کرنا لازمی ہے کہ حضرت امیرؒ یا ان کے فرزند میر محمد ہمدانیؒ یا اور کسی مبلغ دین

نے کسی بھی غیر مسلم کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہ کیا۔ بلکہ لوگ خود بخود ان کی تبلیغ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو جاتے تھے۔ پنڈت کلہن کی راج ترنگنی کا انگریزی ترجمان سر آریل سٹاین (SIR AUREL STEIN) اس سلسلہ میں یوں رقمطراز ہے۔

ISLAM MADE ITS WAY IN TO KASHMIR NOT BY FORCIBLE CONQUEST BUT BY GRADUAL CONVERSION FOR WHICH THE INFLUSE OF FOREIGN ADVENTURERS BOTH FROM THE SOUTH AND FROM CENTRAL ASIA HAD PREPARED THE GROUND"

ترجمہ:- کشمیر میں اسلام بہ زبردستی نہیں پھیلا بلکہ لوگ آہستہ آہستہ اس کی طرف مائل ہو گئے۔ اور اس چیز کے لئے جنوب اور وسطی ایشیا سے آئے ہوئے مبلغوں نے راستہ ہموار کر دیا۔"

اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمان بادشاہوں نے بھی اپنی ہندو رعایا پر کسی قسم کا ظلم و ستم روا نہ رکھا۔ اور نہ ہی ان کو بڑے بڑے سرکاری عہدوں سے محض تعصب کی بنا پر محروم کر دیا۔ چنانچہ آگے چل کر سٹاین لکھتا ہے کہ:۔

THE ADOPTION OF ISLAM BY THE GREAT MASS OF THE POPULATION WHICH BECAME AN ACCOMPLISHED FACT DURING THE LATTER HALF OF THE FOURTEENTH CENTURY BUT WHICH PROBABLY BEGAN ALREADY TOWARDS THE CLOSE OF THE HINDU RULE, DID NOT AFFECT THE INDEPENDENCE OF THE COUNTRY NOR AT FIRST MATERIALLY CHANGE ITS POLITICAL AND CULTURAL CONDITIONS. THE ADMINSTRATION REMAINED AS BEFORE IN THE HANDS OF THE TRADITIONAL OFFICIAL

CLASS, THE BRAHMINS, FOR WHOM A CHAGE OF RELIGION PRESCUTED NO ADVANTAGE AND WHO ACCORDINGLY RETAINED THEIR INHERITED STATUS, TOGETHER WITH ITS LITERARY TRADITIONS. BRAHMINS CONTINUED TO HOLD HIGH OFFICIAL POSTS UNDER THE SULTANS. SANSKRIT REMAINED FOR A CONSIDERABLE PERIOD OFTER THE END OF HINDU RULE THE MEDIUM OF OFFICIAL COMMUNICATION AND RECORD.

ترجمہ:- "کشمیر کے لوگ چودھویں صدی کے آخری نصف حصے میں جوق در جوق مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حالانکہ اس سے پہلے ہندو حکومت کے خاتمہ پر ہی اسلام کا پھیلنا شروع ہوا تھا اسلام کے پھیلنے سے نہ مُلک کی آزادی اور نہ ہی سیاسی اور تمدنی حالات پر کچھ اثر پڑا۔ انتظام سلطنت برہمنوں ہی کے ہاتھوں میں رہا۔ وہ اپنے عہدوں پر بدستور قائم رہے۔ اور اس نئے مذہب کے پھیلنے سے اُن پر کوئی اثر نہ پڑا۔ یہ لوگ سلاطین کے عہد میں بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے۔ ہندو حکومت کے خاتمہ کے بعد بھی سنسکرت زبان بہت مدت تک سرکاری خط و کتابت اور ریکارڈ کا ذریعہ رہی"

بقیہ تین تراشے!

کیمپ میں ۱۰ تھیلے باریک چاول۔ ۱۰ تھیلے گیہوں۔ 2 دو تھیلے شکر ہنگامی استعمال کے لئے محفوظ رکھی گئی تھی۔ کوکا کولا کی بوتلوں کا تو کوئی شمار ہی نہیں تھا۔ فنکار کے لئے 25 جیپ گاڑیاں۔ 8 لاریاں۔ دس کاریں۔ پانچ پولیس وین موجود تھے۔ کل ۱۴۰۰ لیٹر پیٹرول اور ۶۰۰ لیٹر ڈیزل آئیل خرچ ہوا۔ کہا [illegible] در شام تک سب صاف ہوجاتے تھے [illegible]

ایک وزیر جس کی تنخواہ زیادہ نہیں [illegible] تو سوال یہ ہے کہ [illegible]

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ (القرآن)

انجمنِ نُصرۃ الاسلام کشمیر کا
ماضی۔ حال۔ مُستقبل

از صدر انجمن میر واعظ محمد فاروق صاحب

گزشتہ سال انجمن نُصرۃ الاسلام کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا تھا جو اپنی نوعیت و افادیت کے لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل تھا۔ جلسہ میں انجمن کی کارکردگی سے متعلق انجمن کے عہدیداروں نے اپنے اپنے شعبوں کی رپورٹیں پیش کیں اور آخر میں صدر انجمن جناب مولانا محمد فاروق نے انجمن کے حالات و کوائف پر ایک سیر حاصل تقریر کی۔ اس تقریر میں آپ نے انجمن کے ماضی حال اور مستقبل کا ایک جامع و مانع نقشہ حاضرین کے سامنے رکھا۔

ادارہ اپنے معزز قارئین کو انجمن کے نقطۂ نظر سے آگاہ کرنے کی غرض سے موصوف کی یہ تقریر ذیل میں من و عن شائع کر رہا ہے۔ ―(ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ط
(القرآن)

معزز اراکین انجمن، حاضرین و حاضرات!

السلام علیکم

انجمن نصرۃ الاسلام

انجمن نصرۃ الاسلام سرینگر ریاست جموں و کشمیر کے تعلیمی اداروں میں سے سب سے قدیم اور زندہ ادارہ ہے جو انیسویں صدی کے آخری برسوں میں قائم ہوا اور بیسویں صدی کی ابتداء سے آج تک قوم کی خدمات انجام دینے میں مصروف ہے۔ انجمن نصرۃ الاسلام نے مسلمانانِ کشمیر کی جو بے بہا دینی، تعلیمی اور تبلیغی خدمات اس پچھتر سال کے زمانے میں انجام دی ہیں وہ اب تاریخِ کشمیر کا ناقابلِ فراموش باب بن چکی ہیں۔ تعلیم جدید کو پھیلانے کے میدان میں انجمن نصرۃ الاسلام کے کارنامے قابلِ فخر ہیں۔

نصرۃ الاسلام کے سکولوں میں ایسے لوگوں نے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ جو آگے چل کر کشمیر میں دورِ حاضر کے مشاہیر ثابت ہوئے۔ اس وقت جو سرکردہ لوگ عوام کی نگاہوں میں اپنے اپنے فرض کے لحاظ سے مشہور و معروف ہیں، چاہے وہ ڈاکٹر ہوں یا انجینئر، وکلاء ہوں یا حکومت کے اعلیٰ عہدہ دار، سیاسی رہنما ہوں یا علماء و فضلاء۔ ان سب میں آپ ایسے افراد کو تلاش کر سکتے ہیں جنہوں نے زندگی کے پہلے اسباق انجمن نصرۃ الاسلام کے قائم کردہ چھوٹے اور بڑے تعلیمی اداروں میں حاصل کئے۔ یہی ایک حقیقت ہماری ہمت بڑھانے اور مستقبل میں انجمن کے تعلیمی اداروں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ روشن امیدیں وابستہ کرنے کے لئے کافی ہیں۔

انجمن ایک قومی امانت ہے

انجمن نصرۃ الاسلام ہمارے پاس ایک مقدس قومی امانت کا رتبہ رکھتی ہے۔ یہ انجمن اپنے بانیوں اور ان کے مددگار مخلصین بزرگانِ قوم کا چھوڑا ہوا ایک قومی

اثاثہ اور متبرک ورثہ ہے اور ہم لوگ جو اس وقت اس انجمن کے عہدہ دار، ارکان اور معاونین ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہم اس امانت کے تحویلدار ہیں۔ جس مقصد کے لئے اس کے بانیوں نے اس کو قائم کیا تھا اگر وہی مقصد اس کے جھنڈے کے نیچے ہم نے سرانجام دیا۔ تو ہم کو سرخروئی نصیب ہوگی۔ اور اگر ہم انجمن نصرۃ الاسلام کو اسلام کی خدمت اور نصرت کے تقاضوں کے مطابق چلانے میں غافل اور سست ثابت ہوئے تو ہمیں اس دنیا میں قوم کے سامنے اور عاقبت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے اپنی کوتاہیوں کے لئے جوابدہ ہونا پڑے گا۔

نظامِ تعلیم کے تغیرات :-

حضرات! تعلیم کا سوال ایک ایسا سوال ہے جس کے بارے میں لوگوں کا تصور ہر زمانہ میں ایک ہی جیسا نہیں ہوتا۔ اپنے اپنے وقت تعلیم کا مفہوم مختلف رہا ہے۔ اور مختلف رہیگا۔ کشمیر میں اسلامی حکومتوں کے دور کی تعلیم بنیادی طور پر عربی، فارسی زبانوں کے ادبیات اور کچھ دینی علوم اور کچھ حساب و کتاب، منطق، معقولات اور فلسفۂ قدیم کے قواعد تک محدود تھی۔ سرکاری دفاتر میں جن لوگوں کی ضرورت پڑتی تھی۔ وہ بھی اسی تعلیم سے آراستہ ہوتے تھے۔ بلکہ محض گلستان بوستان پڑھ کر فارسی نوشت و خواند میں مہارت اور خلاصۃ الحساب یاد کر لینے کے بعد ایک آدمی سرکاری دفتر میں کام کرنے کا اہل بن جاتا تھا۔ یہ سلسلہ اسلامی حکومتوں کے ختم ہو جانے کے بعد بھی قائم رہا۔ سکھوں کے دور میں اور ڈوگرہ مہاراجوں کے ابتدائی دور تک مہاراجہ گلاب سنگھ، مہاراجہ رنبیر سنگھ اور پرتاپ سنگھ کے پہلے پندرہ بیس سال تک فارسی ہی دفتری زبان کے طور پر استعمال ہوتی رہی۔ لیکن جب ہندوستان میں انگریزوں کے پاؤں جم گئے تو انہوں نے شمالی ہندوستان میں فارسی زبان کے بدلے ادنیٰ دفاتر کے لئے اردو اور اونچے درجہ کے عدالتی اداروں کے لئے انگریزی کو سرکاری زبان قرار دے دیا۔ چونکہ کشمیر میں بھی بڑے افسر برطانوی ہندوستان سے لائے جاتے تھے۔ اس لئے مہاراجہ پرتاپ سنگھ کی حکومت کے آخری حصے کے دوران کشمیر میں بھی دفاتر کی زبان اردو اور انگریزی بننے لگی۔ اور اسی کے مطابق تعلیمی نظام بھی ایک نئے سانچے میں ڈھلنے لگا۔ جو تعلیم اب تک عربی مدرسوں اور پرائیویٹ مکتبوں میں دی جاتی تھی۔ اس کے لئے کہیں کہیں سرکاری اور کہیں کہیں باہر سے آئے ہوئے عیسائی مشنریوں کے سکول قائم ہونے لگے۔ سری نگر میں سب سے زیادہ شہرت "مشن سکول" کو حاصل ہونے لگی جس کو نہ صرف ریاستی حکومت مالی امداد دیتی تھی۔ بلکہ برطانوی حکومت بھی اس کی سرپرستی کرتی تھی۔ چونکہ مشن سکولوں کا اولین مقصد عیسائیت پھیلانا تھا۔ اس لئے

لاکھوں روپے کا ہنر سکھانے والی کارآمد کتابیں

الیکٹرک وائرنگ

اس کتاب میں بجلی کی تمام قسم کی ہاؤس وائرنگ ڈی سی اے سی وائرنگ کے علاوہ فلوری سینٹ ٹیوب کی وائرنگ اور انڈر گراؤنڈ وائرنگ اور وائیڈ وائرنگ پاور وائرنگ وغیرہ کی اور بجلی کی موٹروں کے متعلق پوری واقفیت دی گئی ہے بجلی کے بارے میں پوری واقفیت حاصل کرنیوالوں کیلئے ازحد مفید کتاب ہے قیمت تین روپے

ورکشاپ گائیڈ (فٹر ٹریننگ)

اس کتاب میں انجنیئرنگ ورکشاپ کارخانہ جات میں ہونے والے تمام کام یعنی خراد بنچ، ویلڈنگ وٹانکا، دھاتوں کا کام، ان کی اقسام و وزن طاقت وپیمائش وحساب اور فٹنگ وغیرہ کے کام بذریعہ تصاویر بہت سے ابواب میں سمجھائے گئے ہیں۔ کتاب ہذا ہر قسم کے کاریگروں کیلئے ازحد مفید ہے قیمت تین روپے

الیکٹرو پلیٹنگ

اس کتاب میں جدید قسم کے چھوٹے اور بڑے پیمانہ پر ہر ایک دھات کی ملمع سازی والیکٹرو پلیٹنگ، الیکٹرو چھاپ بلاک سازی کا بیان اس طریقہ سے درج کیا گیا ہے کہ ہر ایک شخص بذات خود بیٹری و دیگر سامان بنا کر یہ کام شروع کر سکتا ہے۔ نہایت مفید ترین کتاب ہے۔ قیمت تین روپے علاوہ ڈاک خرچ۔

گیس ویلڈنگ

جس میں گیس ویلڈنگ، ویلڈ پائپ کے آسان طریقے لوہا کاسٹ آئرن اور ایلومینیم تانبا اور پیتل کے ویلڈنگ سے کٹی ہوئی دھاتوں کی شکلیں دیگر ویلڈنگ کا پورا پورا کام اور طریقے خلاصہ طور پر سمجھائے گئے ہیں اس کتاب کا ہر ویلڈر کے پاس ہونا ضروری ہے۔ قیمت تین روپے

کتابیں منگانے کا [illegible] دہلی

دنیا میں ہنر والے سب سے زیادہ دولت مند ہیں

موٹر مکینک ٹیچر (با تصویر)

اس کتاب میں زمانہ حال کی نئے نئے طریقہ کی موٹر فورڈ، شیورلیٹ وغیرہ موٹر کاروں کی تمام مشکل ترین باتوں کو اور عملی کام کے طریقوں کی تشریح کرنے کے بعد موٹر کار کی عملی طور پر مرمت کرنے کا کام سکھایا گیا ہے اور زمانہ حال کی جدید موٹر کاروں کے بیان کو مکمل کیا گیا ہے اور جگہ جگہ سینکڑوں نقشے نمبر اور فوٹو دیکر موٹر کے جسمانی حصوں کو صاف صاف بتایا گیا ہے جن سے معمولی پڑھا لکھا انسان پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ قیمت صرف تین روپے علاوہ ڈاک خرچ

ٹریکٹر گائیڈ

ہماری اس کتاب میں ہر قسم کے گھٹیا اور بڑھیا تیلوں سے چلنے والے ہر ایک نئے موڈل کے ٹریکٹروں کو سٹارٹ کرنا اور ان کے انجنوں سے دوسرے کام لینا اور ان کے تمام کل پرزوں کی پوری پوری واقفیت حاصل کرنا، ہونیوالی خرابیوں کو درست کرنا وغیرہ تمام کارآمد باتوں کو شکلوں کے ذریعہ بتایا گیا ہے جس میں لوہے نے انجنیئر سمجھ کر بیکار کردی تھی اب ٹریکٹروں کے ذریعہ ہزاروں من غلہ پیدا ہوتا ہے۔ قیمت صرف چار روپے

موٹر ڈرائیونگ ٹیچر

اس کتاب میں موٹر ڈرائیونگ سے تعلق رکھنے والی ہر بات کو خوب واضح طور پر درج کیا گیا ہے مثلاً گاڑی ڈرائیور انجن کا کنٹرول، انجن سٹارٹ کرنے کا طریقہ، بریکوں کا درست استعمال، انجن کے خاص خاص پرزے، کولنگ، گیئیشن، لبری کیشن، الیکٹریکل سسٹم بالخصوص انجن میں ہونیوالی خرابیاں ٹھیک کرنا، موٹر ایکٹ، چوراہوں وغیرہ کی پہچان کے نشانات اور اشارات وغیرہ کا مکمل بیان معہ اشکال درج کیا گیا ہے۔ عبارت نہایت آسان اور عام فہم ہے۔ قیمت تین روپے علاوہ ڈاک خرچ۔

کروڈ آئل انجن گائیڈ

جس میں ہر قسم کے ہیوی آئل انجنوں، ڈیزل، بلیک سٹون، کرسلے وغیرہ کا بیان جو کہ ہوائی جہاز، ریل اور سمندری جہازوں میں استعمال ہوتے ہیں معہ اشکال اور ڈرائنگ کے مفصل طور پر تمام باتیں درج ہیں مثلاً انجن کے پرزوں کو سیٹ کرنا، آئل پمپ فاؤنڈیشن بنانا اور انجن کی فٹنگ وغیرہ، بند انجن چالو کرنا، پیچیدہ رازکی باتیں وغیرہ دی گئی ہیں۔ قیمت صرف چھ روپے علاوہ ڈاک خرچ

ریڈیو سروسنگ (ریڈیو مکینک ٹیچر)

اس کتاب میں ریڈیو کے اوزار ان کا استعمال بہت سے اشکال کے ذریعہ کرایا گیا ہے جس سے آپ ہر قسم کے ریڈیو کی مرمت اور خرابی دور کر سکتے ہیں۔ قیمت پانچ روپے

کتابیں منگانے کا [illegible]